فَمَن شَهِدَ مِنكُمُ الشَّهرَ فَليَصُمهُ
تم میں سے جو بھی رمضان پائے وہ صوم (روزے) رکھے
مختصر
مجالسِ رمضان
تألیف
الشیخ محمد بن صالح العثیمین رحمۃ اللہ علیہ
ترجمہ وتلخیص
مولانا جمیل احمد مدنی
مراجعہ
بدر الزمان محمد شفیع نیپالی
علم
عمل
مؤسسة الحرمين الخيرية
مشروع افطار الصائم

نام کتاب	:	مختصر مجالسِ رمضان
مؤلف	:	فضیلۃ الشیخ محمد بن صالح العثیمین (رحمۃ اللہ علیہ)
ترجمہ و تلخیص	:	مولانا جمیل احمد مدنی
نظر ثانی	:	بدر الزمان محمد شفیع نیپالی
صفحات	:	۹۶
ناشر	:	موسسة الحرمين الخيرية

عرض ناشر

رمضان المبارک کو اللہ سبحانہ و تعالیٰ نے تمام مہینوں سے افضل و اعلیٰ قرار دیا اور اس کو لیلۃ القدر جیسی نعمت عظمیٰ سے سرفراز فرمایا ہے۔

فضیلۃ الشیخ محمد بن صالح العثیمین ؒ کی مہینہ بھر کے لیے یہ مختصر ترین اور مفید ترین مجالس کا اردو ترجمہ ہم پہلی مرتبہ پاکستان میں محترم ڈاکٹر بدر الزماں نیپالی کے شکریہ کے ساتھ شائع کر رہے ہیں۔

دعا ہے کہ اللہ سبحانہ و تعالیٰ اس کتاب کے مطالعہ سے ''نیکیوں کے اس موسم بہار'' رمضان المبارک کی برکت سے ہم سب کو جہنم سے آزادی حاصل کرنے' گناہ بخشوانے اور مغفرت پانے کی توفیق سے نوازے۔

اور اس کتاب کو مسلمانوں کے عمل و عقیدہ میں اصلاح کا سبب بنائے' اس کے مصنف' مترجم اور ناشر کے لیے ذخیرہ آخرت بنائے۔ آمین ثم آمین۔

وصلی اللہ تعالیٰ علی خیر خلقہ محمد و علی آلہ و اصحابہ اجمعین

احمد شاکر

شعبان المعظم ۱۴۲۲ھ

نومبر ۲۰۰۱ء

فہرست مضامین

پہلی مجلس

ماہ رمضان کی فضیلت

الحمد لله رب العالمين والصلاة والسلام على سيدالمرسلين محمد وعلى آله وصحبه أجمعين ومن تبعهم باحسان الى يوم الدين وبعد:

بھائیو! ماہ رمضان اپنے تمام فیوض و برکات کے ساتھ ہم پر سایہ فگن ہے اسی ماہ مبارک میں قرآن کریم کا نزول ہوا اس ماہ کے آتے ہی جنت کے دروازے کھول دیئے جاتے، جہنم کے دروازے بند کر دیئے جاتے اور سرکش شیاطین قید کر دیئے جاتے ہیں (بخاری و مسلم)

مزید برآں اس ماہ کے پہلے عشرہ کو رحمت، دوسرے کو مغفرت اور تیسرے کو جہنم سے رہائی کے لئے مخصوص کیا گیا ہے، حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ آپ ﷺ نے فرمایا رمضان میں میری امت کو پانچ ایسی چیزیں ملی ہیں جن سے اگلی امتیں محروم رہیں۔

ا۔ صائم کے منہ کی باس اللہ تعالیٰ کے یہاں مشک سے زیادہ بہتر ہے کیونکہ یہ اللہ کی اطاعت و عبادت کی وجہ سے ہوتی ہے اور جو چیز بھی اس قبیل سے ہو وہ عنداللہ محبوب ہی ہو گی جیسا کہ اللہ کی راہ میں جہاد کرنے والے سے متعلق فرمایا گیا ہے۔ بروز قیامت شہید پیش ہو گا۔ بحالیکہ اس کے زخم سے خون کے فوارے نکل رہے ہوں گے رنگ خون کا سا ہو گا مگر خوشبو مشک جیسی ہو گی۔

۲۔ صوم رکھنے والے کے لئے فرشتے افطار کے وقت مغفرت طلب کرتے ہیں چونکہ فرشتے اللہ کے محبوب بندے ہیں اور ہمیشہ طاعت الٰہی میں لگے رہتے ہیں اس لئے ان کی دعائیں مقبولیت کی زیادہ مستحق ہوں گی یہ اس امت

محمدیہ کے مقام کی بلندی اور ان کے صوم کی فضیلت کا واضح ثبوت ہے۔

۳۔ اللہ تعالیٰ اپنے نیک بندوں کے لئے پورا رمضان جنت کو آراستہ پیراستہ کرتا ہے اور کہتا ہے عنقریب میرے نیک بندے اپنی دنیاوی مشقت و تکلیف سے نکل کر تجھ تک پہنچنے والے ہیں۔

۴۔ سرکش شیاطین بیڑیوں میں جکڑ دیئے جاتے ہیں جس کی وجہ سے اللہ کے نیک بندوں کو حق سے گمراہ کرنے کا مقصد حاصل نہیں ہوپاتا یہی وجہ ہے کہ نیک لوگوں کی توجہ کار خیر کی طرف اس ماہ میں دوسرے مہینوں کی بہ نسبت زیادہ ہو جاتی ہے اللہ کی طرف سے نیکو کاروں کی یہ بہت بڑی مدد ہے۔

۵۔ اللہ تعالیٰ اپنے فضل و کرم سے کام مکمل ہوتے ہی اس ماہ کی آخری رات میں امت محمدیہ کے تمام ان لوگوں کو بخش دیتا ہے جنہوں نے اخلاص اور رضاء الٰہی کی خاطر اس ماہ کو قیام وصیام میں گذارا اللہ تعالیٰ کا بندوں پر یہ فضل وانعام تین وجہ سے ہے۔

(الف) اللہ تعالیٰ نے گناہوں کی مغفرت اور درجات کی بلندی کیلئے کچھ عبادتیں مشروع قرار دی ہیں اگر یہ عبادتیں نہ ہوتیں تو لوگ عبادت الٰہی نہ کر سکتے کیونکہ صحیح عبادت وحی الٰہی سے مستفاد ہے ورنہ وہ شرک کہلائے گا۔ فرمایا

أَمْ لَهُمْ شُرَكَاءُ شَرَعُوا لَهُمْ مِنَ الدِّينِ مَا لَمْ يَأْذَنْ بِهِ اللَّهُ (الشوریٰ:۲۱)

کیاان کے لئے شرکاء ہیں جنہوں نے ان کے لئے ایسی عبادتیں مشروع قرار دی ہیں جن کی اللہ تعالیٰ نے اجازت نہیں دی ہے۔

(ب) عمل خیر کی توفیق: بہت سے لوگ جنہیں توفیق الٰہی نہیں ہوتی وہ اس ماہ مبارک کے فیوض و برکات سے مستفید نہیں ہوپاتے۔

(ج) اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل و کرم سے اس ماہ میں نیک کام کی مزدوری دس سے لے کر سات سو گنا میں کر رکھی ہے۔

الٰہی! ہمیں خواب غفلت سے بیدار فرما، کوچ کرنے سے پہلے تقویٰ کا توشہ جمع کرنے کی توفیق دے اور اے ارحم الراحمین ہمیں ہمارے والدین اور تمام مسلمانوں کو اپنی رحمت سے بخش دے (آمین)

دوسری مجلس

صوم کی فضیلت

الحمد لله رب العالمين والصلاة والسلام على سيدالمرسلين محمد وعلى آله وصحبه أجمعين ومن تبعهم باحسان الى يوم الدين وبعد:

بھائیو! صوم عبادات میں ایک عظیم عبادت ہے جس کی فضیلت سے متعلق بکثرت آیات واحادیث وارد ہیں، ارشاد باری ہے:

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا كُتِبَ عَلَيْكُمُ الصِّيَامُ كَمَا كُتِبَ عَلَى الَّذِينَ مِن قَبْلِكُمْ لَعَلَّكُمْ تَتَّقُونَ (البقرۃ: ۱۸۳)

اے مومنو! تم پر صوم فرض کیا گیا ہے جس طرح تم سے پہلے لوگوں پر فرض تھا توقع ہے کہ تم متقی بن جاؤ۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ مرفوعاً بیان کرتے ہیں کہ جس نے ایمان واخلاص سے رمضان کا صوم رکھا اس کے پچھلے گناہ بخش دیئے جائیں گے۔ (بخاری ومسلم)

دوسری جگہ فرمایا پنجگانہ صلاۃ اور جمعہ اگلے جمعہ تک اور رمضان اگلے رمضان تک اپنے درمیان ہوئے گناہوں کا کفارہ ہیں بشرطیکہ کبائر سے اجتناب کیا جائے۔ (مسلم)

ایک حدیث قدسی میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ انسان کے ہر عمل کا اجر دس سے سات سو گنا تک ہو سکتا ہے مگر صوم چونکہ میرے لئے ہے اس لئے اس کی اجرت میں خود دوں گا بندے نے میری وجہ سے اپنا کھانا پینا اور شہوت نفسانی چھوڑ دیا ہے۔ (مسلم) صوم کی فضیلت پر یہ حدیث چند طرح پر دلالت کرتی ہے۔

۱۔ اللہ تعالیٰ نے سارے اعمال میں سے صرف صوم کا عمل ہی اپنے لئے مخصوص کیا ہے کیونکہ یہ راز اللہ اور اس کے بندے تک محدود ہے بسا اوقات انسان ایک خالی جگہ ہوتا ہے اور کھانا، پینا، خواہشات نفس کی تکمیل کر سکتا ہے لیکن ثواب صوم کی رغبت اور خوف الٰہی سے ان چیزوں کے قریب نہیں جاتا اسی اخلاص و نیک نیتی کی قدر دانی کرتے ہوئے اس عمل کو اللہ تعالیٰ نے اپنی ذات کے لئے مختص کیا ہے جس کا فائدہ بروز قیامت ظاہر ہوگا جیسا کہ سفیان بن عیینہ فرماتے ہیں بروز قیامت جب اللہ تعالیٰ بندے کا محاسبہ کرے گا تو اس کے سارے اعمال مظالم کے بدلے ختم ہونے کے بعد جب صوم باقی بچے گا اللہ تعالیٰ بقیہ مظالم کی ادائیگی کا خود ضامن ہو کر صوم کے بدلہ اس شخص کو جنت میں داخل کردے گا۔

۲۔ تمام اعمال صالحہ کی اجرت کا اضافہ اعداد میں کیا ہے لیکن صوم میں اعداد کا اعتبار نہیں کیا تاکہ دینے والے کے مقام و حیثیت سے عظیم عطیہ کا اندازہ کیا جائے یہ اس لئے کہ ایک صائم اللہ کی طاعت کرتے ہوئے اس کے محارم اور اس کے مقدر کردہ آلام و تکالیف پر انتہائی صبر کرتا ہے اور صبر کرنے والوں کے متعلق ارشاد باری ہے إِنَّمَا يُوَفَّى الصَّابِرُونَ أَجْرَهُم بِغَيْرِ حِسَابٍ ﴿١٠﴾ (الزمر۔۱۰) صبر کرنے والوں کو بلا حساب پوری پوری اجرت دی جائے گی۔

۳۔ صوم ڈھال ہے جو صائم کو ہر لغو و فحش سے بچاتا ہے فرمایا گیا بحالت صوم تم لغو و فحش کا ارتکاب نہ کرو نیز یہ جہنم سے بچاؤ ہے فرمایا گیا صوم ڈھال ہے بندہ اس کے ذریعہ اپنے کو جہنم کی آگ سے بچاتا ہے۔ (مسند احمد)

۴۔ صائم کے منہ کی باس اللہ تعالیٰ کے نزدیک مشک سے زیادہ محبوب ہونا صوم کی عظمت اور فضیلت کی واضح دلیل ہے۔

۵۔ صائم کی خوشی کے دو وقت ہیں ایک عبادت صوم جیسی نعمت کی بجا

آوری اور بحالت صوم حرام شدہ اشیاء(کھانا، پینا، جماع) کی اباحت وجواز اور دوسرا باری تعالٰی سے ملاقات کے وقت جب کہا جائے گا کہ صائمین کہاں ہیں؟ جنت میں باب الریان سے ان کے علاوہ کسی کو داخل ہونے کی اجازت نہ ہوگی۔

علاوہ ازیں ایک صائم کو حدیث مذکور میں یہ رہنمائی کی گئی ہے کہ گالی گلوچ بکنے والے شخص کا مقابلہ اسی جیسی حرکت سے نہ کرے بلکہ اس سے صرف یہ کہہ دے کہ میں صوم سے ہوں تاکہ صوم کا احترام اور اپنے کمزور ہونے کا احساس مقابل کو دلایا جاسکے۔

نیز صوم قرآن کی طرح صائم کے لئے سفارشی ہوگا حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ مرفوعاً بیان کرتے ہیں کہ صوم اور قرآن بروز قیامت بندے کی سفارش کریں گے صوم کہے گا اے میرے رب! اس کو میں نے کھانے اور جماع سے روک رکھا تھا اس کے متعلق میری سفارش قبول فرما دونوں کی سفارش قبول کی جائے گی۔(احمد)

بھائیو! صوم کی فضیلت اس وقت مل سکے گی جب اس کے آداب کی کلی پاسداری ہوگی الٰہی مجھے، میرے والدین اور تمام مسلمانوں کو بخش دے (آمین)

☆☆☆

تیسری مجلس

صوم رمضان

الحمد لله رب العالمين والصلاة والسلام على سيدالمرسلين محمد وعلى آله وصحبه أجمعين ومن تبعهم باحسان الى يوم الدين وبعد:

بھائیو! رمضان کا صوم اسلام کا ایک رکن اور اہم اساس ہے فرمایا گیا ہے: يَاأَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا كُتِبَ عَلَيْكُمُ الصِّيَامُ كَمَا كُتِبَ عَلَى الَّذِينَ مِن قَبْلِكُمْ لَعَلَّكُمْ تَتَّقُونَ ﴿١٨٣﴾ أَيَّامًا مَّعْدُودَاتٍ ۚ فَمَن كَانَ مِنكُم مَّرِيضًا أَوْ عَلَىٰ سَفَرٍ فَعِدَّةٌ مِّنْ أَيَّامٍ أُخَرَ ۚ وَعَلَى الَّذِينَ يُطِيقُونَهُ فِدْيَةٌ طَعَامُ مِسْكِينٍ ۖ فَمَن تَطَوَّعَ خَيْرًا فَهُوَ خَيْرٌ لَّهُ ۚ وَأَن تَصُومُوا خَيْرٌ لَّكُمْ ۖ إِن كُنتُمْ تَعْلَمُونَ ﴿١٨٤﴾ شَهْرُ رَمَضَانَ الَّذِي أُنزِلَ فِيهِ الْقُرْآنُ هُدًى لِّلنَّاسِ وَبَيِّنَاتٍ مِّنَ الْهُدَىٰ وَالْفُرْقَانِ ۚ فَمَن شَهِدَ مِنكُمُ الشَّهْرَ فَلْيَصُمْهُ ۖ وَمَن كَانَ مَرِيضًا أَوْ عَلَىٰ سَفَرٍ فَعِدَّةٌ مِّنْ أَيَّامٍ أُخَرَ ۗ يُرِيدُ اللَّهُ بِكُمُ الْيُسْرَ وَلَا يُرِيدُ بِكُمُ الْعُسْرَ وَلِتُكْمِلُوا الْعِدَّةَ وَلِتُكَبِّرُوا اللَّهَ عَلَىٰ مَا هَدَاكُمْ وَلَعَلَّكُمْ تَشْكُرُونَ ﴿١٨٥﴾ (البقرہ)

اے مومنو! تم پر صوم فرض کیا گیا ہے جس طرح پہلی قوموں پر فرض کیا گیا تھا امید ہے کہ تم متقی بن سکو رمضان کے چند ایام ہیں اگر تم میں سے کوئی ان دنوں بیمار ہو جائے یا سفر پر ہو تو دوسرے دنوں میں پورا کرے اور جو لوگ طاقت نہ رکھتے ہوں وہ ایک مسکین کو بطور فدیہ کھانا کھلایا کریں اور جس نے تطوعا کار خیر کر لیا وہ اس کے لئے بہتر ہے اور رمضان ہی وہ مہینہ ہے جس میں قرآن لوگوں کے لئے ہدایت اور ہدایت کی دلیل اور حق وباطل کے درمیان تمیز کرنے والا بن کر نازل ہوا جو اس ماہ رمضان میں موجود رہے اس کو چاہئے کہ صوم رکھے اور جو مریض ہو یا مسافر وہ

دوسرے دنوں میں پورا کرے اللہ تعالیٰ تمہارے ساتھ آسانی کرنی چاہتا ہے سختی کرنی نہیں چاہتا ہے اور چاہئے کہ تعداد پوری کرو اللہ تعالیٰ کی دی گئی ہدایت کے مطابق اس کی بڑائی بیان کرو تا کہ تم شکر گزار بن سکو۔

آپ ﷺ نے فرمایا اسلام کی بنیاد پانچ چیزوں پر ہے شہادتین کا اقرار، صلاۃ قائم کرنا، زکوٰۃ دینا، حج بیت اللہ کرنا، رمضان کا صوم رکھنا۔ (بخاری و مسلم)

صوم رمضان کی فرضیت پر امت کا اجماع ہے جو بھی اس کا انکار کرے گا وہ مرتد شمار ہوگا اگر توبہ کر لیا تو ٹھیک ورنہ قتل کیا جائے اور بلا غسل و کفن صلاۃ جنازہ پڑھے بغیر مسلمانوں کی قبرستان سے دور کسی گڈھے میں دفن کر دیا جائے

صوم کی فرضیت دوسری ہجری میں ہوئی۔ ابتداء میں صوم افضل و بہتر قرار دینے کے باوجود اللہ تعالیٰ نے بندوں کو اختیار دے رکھا تھا کہ چاہے صوم رکھیں یا مسکین کو کھانا کھلا دیا کریں پھر جب آیت کریمہ "**فمن شهد منكم الشهر فليصمه** الخ" نازل ہوئی تو یہ اختیار ختم ہو گیا اور ہر بالغ مقیم غیر معذور پر صوم فرض ہو گیا۔

ماہ رمضان کا ثبوت دو طریقہ سے ہو سکتا ہے:

۱۔ چاند کی رویت ہو جائے خواہ ہر ایک بذات خود دیکھ سکے یا کچھ معتبر قسم کے لوگ ماہ رمضان کی رویت کی شہادت دے دیں فرمایا گیا: " **اذا رأيتم الهلال فصوموا** " جب چاند کی رویت ہو جائے تو صوم رکھو۔ (بخاری و مسلم)

چاند کی رویت سے متعلق ایک مسلم عاقل، بالغ اور معتبر شخص کی شہادت ہی قابل قبول ہوگی کافر، بچے، جھوٹے اور کمزور نگاہ والے کی شہادت کا اعتبار نہ ہوگا نیز دخول رمضان کے متعلق ایک ہی آدمی کی شہادت کافی سمجھی جائے گی

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں لوگ چاند دیکھ رہے تھے میں نے آپ ﷺ کو خبر دی کہ میں نے چاند دیکھ لیا ہے۔ پھر آپ نے خود صوم رکھا اور لوگوں کو رکھنے کا حکم دیا (ابوداود۔ حاکم)

لہٰذا اگر کسی نے قطعی طور پر چاند دیکھ لیا ہے تو اس پر واجب ہے کہ ذمہ داران کو خبر کر دے خواہ یہ چاند رمضان کا ہو یا شوال وذی الحجہ کا کیونکہ صوم رکھنا، توڑنا اور حج جیسے واجبات اسی رویت ہلال پر موقوف ہیں۔ اگر چاند دیکھنے والا ذمہ داران سے دور ہو اور خبر پہنچانا ممکن نہ ہو تو خود صوم رکھے اور خبر پہنچانے کی حسب استطاعت تگ ودو کرے اور اگر اسلامی حکومت کے ریڈیو وغیرہ نے رمضان سے متعلق اطلاع دی ہو تو اس خبر کی بنیاد پر صوم رکھنا اور توڑنا ضروری ہے کیونکہ یہ اعلان ایک شرعی حجت ہے آپ ﷺ کو جس وقت رویت ہلال کا علم ہوا آپ ﷺ نے حضرت بلال کو عام اعلان کرنے کا حکم دیا۔ نیز رمضان کی رویت ثابت ہو جانے کے بعد مطلع کا اعتبار نہ ہوگا کیونکہ حکم رویت پر موقوف ہے نہ کہ اختلاف مطلع پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا چاند کی رویت پر صوم رکھو اور چاند کی رویت پر صوم توڑ دو۔ (بخاری ومسلم)

۲۔ شعبان کی تیس تاریخ پوری ہو جانے کے بعد سمجھا جائے کہ رمضان شروع ہو گیا ہے کیونکہ قمری مہینہ تیس سے زائد اور انتیس سے کم نہیں ہوتا کبھی تین چار ماہ مسلسل تیس کے اور کبھی انتیس کے ہو جاتے ہیں اگرچہ عموماً ایک ماہ دو ماہ پورا ہوتا ہے اور تیسرا ماہ کم ہو جاتا ہے آپ ﷺ نے فرمایا اگر موسم ابر آلود ہو تو تیس دن پورا کر لیا کرو۔ (ترمذی)

ان احادیث سے صاف ظاہر ہوتا ہے کہ چاند دیکھے بغیر رمضان کا صوم رکھنا نہیں چاہئے اور اگر چاند نہ دیکھا جاسکے تو شعبان کی تیس تاریخ پوری کرنے کے بعد ہی صوم رکھا جائے تیسویں دن صوم رکھنا درست نہیں خواہ بدلی ہو یا نہ ہو جیسا کہ عمار بن یاسر فرماتے ہیں کہ جس نے شک کے دن صوم رکھا اس نے آپ ﷺ کی نافرمانی کی۔ (ابوداود، ترمذی، نسائی)

الٰہی اس ماہ کو ہمارے لئے خیر وبرکت کا مہینہ بنا اپنی اطاعت پر مدد فرما اور نافرمانی سے بچا اور ہماری اور ہمارے والدین اور تمام مسلمانوں کی مغفرت فرما (آمین)

چوتھی مجلس

قیام رمضان کا حکم

الحمد لله رب العالمين والصلاة والسلام على سيد المرسلين محمد وعلى آله وصحبه أجمعين ومن تبعهم باحسان الى يوم الدين وبعد:

بھائیو! اللہ تعالیٰ نے اپنے بندوں کو متعدد اقسام کی عبادتوں کا حکم دیا ہے تاکہ بندہ ایک ہی طرح کی عبادت سے اکتا کر اسے چھوڑ نہ دے اور اپنے کو خسارہ میں ڈال دے ان عبادتوں میں کچھ فرائض ہیں جن میں کسی طرح کی کمی درست نہیں اور کچھ نوافل ہیں جن سے تقرب الٰہی حاصل ہوتا ہے۔ مثلاً اللہ تعالیٰ نے دن ورات میں پنجوقتہ صلاۃ فرض کیا ہے جو ثواب میں پچاس کے برابر ہے پھر ان فرائض کی تکمیل اور مزید قربت الٰہی کے لئے نوافل کی طرف توجہ مبذول کرایا جن میں سنن رواتب فجر سے پہلے دو رکعت، ظہر سے پہلے چار اور بعد میں دو، مغرب کے بعد دو اور عشاء کے بعد دو رکعتیں ہیں۔ نیز تہجد انہی نوافل سے ہے جن کی اللہ تعالیٰ نے کافی مدح سرائی کی ہے فرمایا ﴿وَالَّذِيْنَ يَبِيْتُوْنَ لِرَبِّهِمْ سُجَّدًا وَّقِيَامًا﴾ (الفرقان: ٦٤) وہ لوگ جو اپنے رب کے لئے سجدہ اور قیام کی حالت میں رات گزارتے ہیں۔ ایک حدیث میں فرمایا گیا "**افضل الصلاة بعدالفريضة قيام الليل**" (مسلم) فرض کے بعد افضل صلاۃ تہجد ہے۔ وتر بھی رات کی صلاۃ ہے جو ۱، ۳، ۵، ۷، ۹، ۱۱ رکعت تک پڑھی جاسکتی ہے۔ ایک رکعت وتر کی ادائیگی سے متعلق آپ نے فرمایا: "**من احب ان يوتر بواحدة فليفعل**" (ابوداود، نسائی) جو ایک رکعت وتر پڑھنا چاہے وہ ایک ہی پڑھ لے۔

تین رکعت وتر سے متعلق فرمایا"من احب ان یوتر بثلاث فلیفعل" (ابوداود، نسائی) جو شخص تین رکعت وتر پڑھنا چاہے تو تین رکعت پڑھے۔ واضح رہے کہ یہ تینوں رکعتیں مسلسل ایک تشہد اور ایک سلام سے پڑھی جائیں جیسا کہ حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ نے پڑھا تھا"**اوتر بثلاث رکعات لم یسلم الا فی آخرهن**"(طحاوی) یعنی حضرت عمر نے تینوں رکعتیں ایک تشہد اور ایک سلام سے پڑھیں یا دو رکعت پڑھ کر سلام پھیر دیں پھر ایک رکعت پڑھیں جیسا کہ عبداللہ بن عمر کیا کرتے تھے"**انه کان یسلم بین الرکعتین والرکعة فی الوتر الخ**"(بخاری) عبداللہ بن عمر دو رکعت پڑھ کر سلام پھیر دیتے تھے پھر ایک رکعت پڑھ کر سلام پھیر دیتے تھے۔

پانچ رکعت وتر آپ نے ایک تشہد اور ایک سلام سے پڑھی ہے۔ حضرت عائشہ فرماتی ہیں:"**یصلی من اللیل ثلاث عشرة رکعة یوتر من ذلك بخمس لا یجلس فی شئ منهن الا فی آخرهن**"(بخاری ومسلم) آپ صلی اللہ علیہ وسلم پانچ رکعت وتر پڑھتے تو صرف آخری رکعت میں بیٹھتے تھے۔

سات رکعت وتر پڑھنے کی صورت پانچ رکعت کی طرح ایک تشہد اور ایک سلام سے آپ ﷺ کی سنت ہے حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں: "**یوتر بسبع وبخمس لا یفصل بینهن بسلام ولا کلام**"(احمد، نسائی، ابن ماجہ) آپ ﷺ سات رکعت وپانچ رکعت وتر پڑھتے وقت ان رکعتوں کے درمیان سلام وکلام کے ذریعہ فصل نہیں کرتے تھے۔

نو رکعت وتر بھی آپ دو تشہد اور ایک سلام سے پڑھا کرتے تھے جیسا کہ حضرت عائشہ فرماتی ہیں"**کان یصلی تسع رکعات لایجلس فیها الا فی الثامنة فیذکر الله وبحمده ویدعوه ثم ینهض ولا یسلم ثم یقوم فیصلی التاسعة ثم یقعد فیذکر الله ویحمده ویدعوه ثم یسلم** تسلیما یسمعنا" الحدیث (احمد، مسلم) آپ صلی اللہ علیہ وسلم مسلسل آٹھ

رکعت پڑھ کر آٹھویں رکعت میں تشہد کرتے پھر ذکر و تحمید کے بعد بغیر سلام پھیرے کھڑے ہو جاتے اونویں رکعت پڑھ کر تشہد کرتے ذکر وحمد اور دعا کرتے پھر سلام پھیرتے۔ گیارہ رکعت وتر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے دو طرح سے پڑھی ہے۔

ا۔ دو دو رکعت پڑھ کر سلام پھیر دیا پھر آخر میں ایک رکعت وتر پڑھی جیسا کہ حضرت عائشہ فرماتی ہیں "**يصلى ما بين ان يفرغ من صلاة العشاء الى الفجر احدى عشرة ركعة يسلم بين كل ركعتين ويوتر بواحدة**"(بخاری، مسلم، ابوداود، نسائی) آپ صلی اللہ علیہ وسلم صلاۃ عشاء سے فارغ ہونے کے بعد صلاۃ فجر تک گیارہ رکعت پڑھتے تھے ہر دو رکعت پر سلام پھیر دیتے تھے پھر ایک رکعت وتر پڑھ لیتے تھے۔

۲۔ چار چار رکعت پڑھ کر پھر آخر میں تین رکعت آپ نے پڑھی ہے حضرت عائشہ فرماتی ہیں:"**يصلى اربعاً فلاتسأل عن حسنهن وطولهن ثم يصلى اربعاً فلا تسأل عن حسنهن وطولهن ثم يصلى ثلاثا**"(بخاری و مسلم) آپ چار چار رکعت لمبی اور اچھی طرح سے پڑھتے تھے پھر تین رکعت پڑھتے تھے۔

بھائیو! رمضان المبارک کی راتوں کی صلاۃ کی بڑی فضیلت آئی ہے فرمایا گیا: "**من قـام رمضـان ايمانا واحتسـابا غفرله ماتقدم من ذنبـه**" (بخاری و مسلم) جس نے ایمان و نیک نیتی کے ساتھ رمضان کی راتوں میں نوافل پڑھی اس کے پچھلے گناہ (صغائر) معاف کر دیئے جائیں گے۔

صلاۃ تراویح چونکہ قیام رمضان ہے اس لئے ہر مسلمان کو اس کی لگن اور تڑپ ہونی چاہئے اور اس سنہری موقع کو غنیمت سمجھنا چاہئے۔ آپ ﷺ نے خود صلاۃ تراویح مسجد میں باجماعت پڑھائی تھی پھر امت پر فرض کئے جانے کے ڈر سے ترک کر دیا تھا۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں ایک رات آپ نے

صلاۃ تراویح پڑھائی پھر لوگ بڑی تعداد میں جمع ہو گئے تیسری یا چوتھی رات آپ نکلے ہی نہیں پھر صبح ہوئی تو آپ نے فرمایا: " **قد رأیت الـذی صنعتم فلم یمنعنی من الخروج الیکم الا انی خشیت ان تفرض علیکم قال وذلك فی رمضـان**" (بخاری و مسلم) تم لوگوں نے جو کچھ کیا میں دیکھتا تھا مگر اس ڈر سے نہیں نکلا کہ کہیں تم پر یہ فرض نہ کر دی جائے۔

وتر کے ساتھ صلاۃ تراویح، ۴۱، ۳۹، ۲۹، ۲۳، ۱۹، ۱۳، ۱۱، رکعت تک سلف صالحین سے منقول ہے لیکن صحیح گیارہ رکعت ہی ہے جیسا کہ حضرت عائشہ فرماتی ہیں: " **ماکان یزید فی رمضان ولا فی غیر ہ علی احدی عشرۃ رکعۃ**" (بخاری و مسلم) آپ ﷺ رمضان یا غیر رمضان میں گیارہ رکعت سے زیادہ نہیں پڑھتے تھے البتہ تیرہ رکعت سے متعلق بھی ایک روایت حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے آئی ہے "**کانت صلاۃ النبی ﷺ ثلاث عشرۃ رکعۃ من اللیل**" (بخاری) آپ تیرہ رکعت تہجد پڑھتے تھے۔ حضرت عمر بن الخطاب نے ابی بن کعب اور تمیم الداری کو حکم دیا تھا کہ لوگوں کو تراویح گیارہ رکعت پڑھایا کریں۔ (موطا)

افسوس! کہ آج کل صلاۃ تراویح اتنی عجلت اور تیزی سے پڑھتے ہیں کہ سکون و طمانیت بالکل باقی نہیں رہتی جب کہ اطمینان و سکون صلاۃ کا ایک اہم رکن ہے چنانچہ سلف صالحین ایک ایک رکعت میں کئی کئی سورتیں پڑھ جاتے تھے حتی کہ طول قیام کے سبب انہیں لاٹھی وغیرہ کا سہارا لینا پڑتا تھا جب کہ علماء کا کہنا ہے کہ صلاۃ اتنی جلدی کرنی کہ مقتدیوں کی سنت چھوٹ جائے امام کے لئے مکروہ ہے پھر بھلا سوچئے کہ واجبات کے چھوٹ جانے پر کیا حکم لگایا جا سکتا ہے۔

امن و امان کی صورت میں عورتیں صلاۃ تراویح مسجد میں ادا کر سکتی ہیں حدیث میں ہے "**لاتمنعوا اماء اللّٰه مساجداللّٰه**" اللہ تعالیٰ کی بندیوں کو مسجد سے مت روکو۔ راستہ پرامن ہونے کے ساتھ ساتھ ضروری ہے کہ

عورت نقاب پوش ہو اور وہ خوشبو، بجنے والے زیورات اور بلند آواز سے گفتگو وغیرہ سے پورے طور پر اجتناب کرے اللہ تعالیٰ نے فرمایا وَلَا يُبْدِينَ زِينَتَهُنَّ إِلَّا مَا ظَهَرَ مِنْهَا (النور:۳۱) اپنی زینتوں کو ظاہر نہ کریں مگر جو غیر ارادی طور پر ظاہر ہو جائے واضح رہے کہ مردوں کے برعکس عورتوں کا آخری صف میں پڑھنا سنت ہے آپ نے فرمایا "**خیر صفوف الرجال اولها وشرها آخرها وخیر صفوف النساء آخرها وشرها اولها**" (مسلم) مردوں کے لئے بہتر صف پہلی اور بدتر صف آخری ہے جب کہ عورتوں کے لئے بدتر صف پہلی اور بہتر صف آخری ہے۔

اے اللہ! ہمیں سلف صالحین کا سا عمل کرنے کی توفیق دے اور ہماری، ہمارے والدین اور تمام مسلمانوں کی مغفرت فرما (آمین)

پانچویں مجلس

تلاوت قرآن کی فضیلت اور اس کے اقسام

الحمد لله رب العالمين والصلاة والسلام على سيدالمرسلين محمد وعلى آله وصحبه أجمعين ومن تبعهم باحسان الى يوم الدين وبعد:

بھائیو! قرآن کریم کی تلاوت بڑی ہی بابرکت اور اجروثواب کا باعث ہے ارشاد باری ہے: **إِنَّ الَّذِينَ يَتْلُونَ كِتَابَ اللَّهِ وَأَقَامُوا الصَّلَاةَ وَأَنفَقُوا مِمَّا رَزَقْنَاهُمْ سِرًّا وَعَلَانِيَةً يَرْجُونَ تِجَارَةً لَّن تَبُورَ** (فاطر: ۲۹، ۳۰) جو تلاوت قرآن کرتے ہیں اور صلاۃ وزکوٰۃ کے پابند ہیں وہ ٹوٹا نہ پانے والی تجارت کے امیدوار ہیں۔ تلاوت قرآن دو طرح پر ہوتی ہے ایک حکمی ہے جو قرآنی خبروں کی تصدیق اور اوامر کی بجا آوری اور نواہی سے اجتناب کو کہا جاتا ہے اور دوسری تلاوت لفظی ہے جو قرآنی الفاظ کی ادائیگی کا نام ہے قرآن اور اس کی سورتوں اور اس کی آیتوں کی فضیلت سے متعلق بکثرت نصوص وارد ہیں چنانچہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ ایک حدیث مرفوعاً بیان فرماتے ہیں: "**خيركم من تعلم القرآن وعلمه**" (بخاری ومسلم) تم میں بہتر وہ ہے جو قرآن خود سیکھے اور دوسروں کو سکھائے۔ حضرت ابو موسیٰ اشعری مرفوعاً بیان کرتے ہیں: "**مثل المؤمن الذى يقرأ القرآن مثل الأترجة ريحها طيب وطعمها طيب ومثل المؤمن الذى لا يقرأ القرآن كمثل التمرة لاريح لها وطعمها حلو**" (بخاری ومسلم) قرآن پڑھنے والا مومن اترنج کے مانند ہے جس کی خوشبو اور لذت دونوں اچھی ہوتی ہے اور قرآن نہ پڑھنے والا مومن

کھجور کے مانند ہے جس کی لذت تو عمدہ ہے مگر اس میں خوشبو نہیں ہوتی۔

حضرت عبداللہ بن مسعود فرفوعاً بیان فرماتے ہیں:"**من قرأ حرفاً من كتاب الله فله به حسنة ، الحسنة بعشر امثالها لا اقول الم حرف ولكن الف حرف ولام حرف وميم حرف**"(ترمذی) جس نے قرآن کا ایک حرف پڑھا اسکے لئے دس نیکیاں لکھی جائیں گی الم ایک حرف نہیں بلکہ الف ایک حرف ہے لام ایک حرف میم ایک حرف۔

قرآن کی اس عمومی فضیلت کے علاوہ مخصوص سورتوں کی فضیلت میں بھی بکثرت احادیث وارد ہیں حضرت ابوسعید بن المعلی رضی اللہ عنہ سے آپ ﷺ نے فرمایا: **لأعلمنك اعظم سورة فی القرآن "الحمد لله رب العالمين"** (بخاری) میں تم کو قرآن کریم کی ایک عظیم سورت "سورہ فاتحہ" سکھاؤں گا

حضرت ابوہریرہ مرفوعاً بیان فرماتے ہیں"**من صلی صلاة لم يقرأ بفاتحة الكتاب فهی خداج يقولها ثلاثا فقيل لابی هريرة انا نكون وراء الامام فقال اقرأ بها فی نفسك**"(مسلم) جس نے صلاۃ میں سورہ فاتحہ نہیں پڑھی اس کی صلاۃ ناقص رہی لوگوں نے ابوہریرہ سے پوچھا کہ ہم امام کے پیچھے ہوا کرتے ہیں تو انہوں نے فرمایا کہ دل میں آہستہ سے پڑھ لو۔

ایک بار آپ ﷺ نے سورہ آل عمران اور سورہ بقرہ کے متعلق فرمایا کہ ان دونوں سورتوں کو پڑھا کرو یہ دونوں قیامت کے روز ایک بدلی یا قطار در قطار چڑیوں کی شکل میں تلاوت کرنے والے شخص کی طرف سے احتجاج کریں گی۔ علاوہ ازیں سورہ اخلاص کو ایک تہائی قرآن کے برابر بتایا معوذتین کے متعلق فرمایا"**لم ير مثلهن**"ان جیسی دیکھی نہیں گئی۔

دوستو! قرآن کریم کی تلاوت خصوصاً رمضان المبارک میں کثرت سے کرو حضرت جبریل علیہ السلام اس ماہ رمضان میں آپ کو ایک بار پورا قرآن دُھرواتے تھے لیکن وفات کے سال دو مرتبہ دُھروایا۔ بنابریں سلف صالحین صلاۃ

اور غیر صلاۃ میں قرآن کثرت سے پڑھتے تھے امام زہری رحمہ اللہ ماہ رمضان کی آمد پر فرماتے کہ یہ تلاوت قرآن اور کھانے کا مہینہ ہے امام مالک رحمہ اللہ اس ماہ رمضان میں حدیث و مجلس علم کی شرکت چھوڑ کر تلاوت قرآن میں لگ جایا کرتے تھے حضرت قتادہ ہمیشہ ہر ہفتہ اور ماہ رمضان میں ہر تیسرے دن اور آخری عشرہ میں روزانہ قرآن ختم کیا کرتے تھے۔ اور ابراہیم نخعی ماہ رمضان میں ہر تیسرے اور آخری عشرہ میں دوسرے دن قرآن ختم کیا کرتے تھے۔

بھائیو! ان نیک وپاکیزہ شخصیتوں کی اقتداء کرو اور دن رات کے لمحات کو غنیمت سمجھو یہی نیک عمل ہی ہمیں اللہ تعالیٰ سے قریب کرے گا ورنہ یہ عمر اور یہ لمحات ایک گھڑی کے مانند گزر جائیں گے۔

الٰہی اپنی مرضی کے مطابق تلاوت قرآن کی توفیق دے اور اپنی رحمت سے ہماری، ہمارے والدین اور تمام مسلمانوں کی مغفرت فرما۔ (آمین)

چھٹی مجلس

صائمین کے انواع واقسام

الحمد للّٰہ رب العالمین والصلاۃ والسلام علی سیدالمرسلین محمدوعلی آلہ وصحبہ أجمعین ومن تبعھم باحسان الی یوم الدین وبعد:

بھائیو! تیسری مجلس میں یہ بات بتائی جاچکی ہے کہ شروع میں صوم کی فرضیت دومرحلہ میں ہوئی تھی پھر احکام صوم مستحکم ہوجانے کے بعد لوگ دس قسموں میں منقسم ہوگئے۔

ا۔ صوم کی ادائیگی وقت مقررہ پر ہر عاقل وبالغ، مقیم، غیر معذور مسلمان پر کتاب وسنت اور اجماع امت سے ثابت ہے ارشاد باری ہے: **فَمَنْ شَهِدَ مِنْكُمُ الشَّهْرَ فَلْيَصُمْهُ** (البقرۃ:۱۸۵) جو شخص بھی رمضان کا مہینہ پالے اس پر صوم لازم ہے۔ پس ایک کافر پر نہ صوم فرض ہے اور نہ اس کا صوم صحیح ہوگا حتی کہ ماہ رمضان میں اسلام لانے سے قبل چھوٹے ہوئے صوم کی قضا بھی نہیں کرے گا، البتہ اسلام لانے والے دن کے باقی حصہ میں نہ کھائے نہ پئے، کیونکہ اسلام لاتے ہی امور شرعیہ کا مکلّف شمار کیاجائے گا۔

۲۔ نابالغ پر صوم فرض نہیں جیسا کہ ارشاد نبوی ہے: "**رفع القلم عن ثلاثة عن النائم حتی یستیقظ وعن الصغیر حتی یکبر وعن المجنون حتی یفیق**" (احمد، ابوداود نسائی) سویا ہوا شخص نابالغ اور مجنون یہ تینوں شرعاً مرفوع القلم (ناقابل مؤاخذہ) ہیں۔ البتہ سلف صالحین کی اقتداء کرتے ہوئے سرپرستوں کو چاہئے کہ بچہ کے اندر صوم کی استطاعت پاکر بطور مشق

اسے صوم کی پابندی کرنے پر توجہ دلائیں۔ صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین اپنے بچوں کو صوم کی ٹریننگ اس طرح دیتے کہ مسجد جاتے وقت ساتھ گڑیا لے جاتے تھے اور جب بچے روتے تو گڑیا دے کر بہلا دیا کرتے تھے۔

افسوس کہ آج کل بہت سے لوگ بچے کی رغبت اور استطاعت کے باوجود صوم سے روکتے اور اس کو شفقت وہمدردی تصور کرتے ہیں حالانکہ شعائر اسلام پر بچوں کی تربیت ہی اصل شفقت وہمدردی ہے یہ چیز صرف بچے پر نہیں خود اپنی ذات پر ظلم ہے البتہ ضرر کی صورت میں انہیں صوم سے روکا جا سکتا ہے۔ واضح رہے کہ لڑکوں کی علامت بلوغ احتلام، زیر ناف کا نکلنا، ۱۵ سالہ ہونا ثابت ہے اور لڑکیوں کے لئے ان تینوں کے علاوہ ایک چوتھی علامت حیض بھی ہے۔

۳۔ حدیث مذکور کی روشنی میں مجنون پر صوم فرض نہیں ہے کیونکہ مجنون شخص کے اندر نیت وارادہ کا فقدان ہوتا ہے جب کہ عبادت کی قبولیت نیت پر ہی منحصر ہے لہٰذا گاہے گاہے جنون کی صورت میں بحالت افاقہ صوم رکھنا ہوگا اور جنون کی حالت میں معاف رہے گا لیکن اگر جنون دن کے کسی حصہ میں ہو تو اس کا صوم صحیح رہے گا کیونکہ نیت صوم کے وقت صحیح العقل تھا البتہ اگر دن کے کسی حصہ میں افاقہ ہو تو اس دن کا صوم اگر چہ قضاء نہیں کرنا ہوگا لیکن بقیہ وقت اسے کھانا، پینا ترک کرنا ہوگا۔

۴۔ ایسے بوڑھے شخص سے صوم یا کفارۂ صوم ساقط ہوگا جو تمیز کی صلاحیت کھو چکا ہے بلکہ یہ غیر ممیز بچہ کے مشابہ قرار دیا جائے گا البتہ اگر کبھی تمیز کر لیتا ہو اور کبھی نہ کرپاتا ہو تو بحالت تمیز اس پر صوم واجب ہوگا ورنہ نہیں نیز صلاۃ کا حکم صوم جیسا ہے۔

۵۔ دائمی مریض سے بھی صوم ساقط ہے جس کی شفایابی کی توقع نہ کی جا سکے کیونکہ یہ حکماً غیر مستطیع قرار پائے گا جب کہ صوم کے لیے استطاعت کا ہونا ضروری ہے۔ فرمایا گیا: ”**فَاتَّقُوا اللّٰهَ مَا اسْتَطَعْتُمْ**“ (التغابن:۱۶) اللہ تعالیٰ

سے بقدر استطاعت ڈرو۔ البتہ ہر صوم کی جگہ ایک مسکین کو کھانا کھلانا ضروری ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ نے کھانا کھلانے کو صوم کا بدل اس وقت قرار دیا تھا جب کہ صوم کی ابتداء فرضیت کے موقعہ پر صوم اور کھانا کھلانے کے درمیان آدمی کو اختیار دیا گیا تھا۔

واضح ہو کہ معذور شخص کو یہ اختیار ہے کہ ہر صوم کے عوض چوتھائی صاع "آدھا کلو ۱۰ گرام" عمدہ گیہوں مساکین و فقراء میں تقسیم کرے یا چھوٹے ہوئے صوم کا حساب لگا کر کھانا تیار کر کے مسکینوں کو کھلا دے۔

بھائیو! دین اسلام حکمت و رحمت پر مبنی ہے اللہ تعالیٰ نے ہر ایک پر اپنے احکام کو اس کا لحاظ رکھتے ہوئے واجب کیا ہے تاکہ ہر ایک خوش دلی کے ساتھ انہیں بجالا سکے۔

الٰہی ہمیں اپنی رضا کے کام اپنانے اور برائیوں سے بچنے کی توفیق مرحمت فرما اور ہمیں ہمارے والدین اور تمام مسلمانوں کو بخش دے (آمین)

ساتویں مجلس

صائمین کی ایک جماعت کے متعلق

الحمد لله رب العالمين والصلاة والسلام على سيدالمرسلين محمد وعلى آله وصحبه أجمعين ومن تبعهم باحسان الى يوم الدين وبعد:

بھائیو! صائمین کے پانچ گروپ کا ذکر پچھلی مجلس میں ہو چکا ہے اس مجلس میں چند کا ذکر انشاءاللہ ہو گا۔

۶۔ اگر مسافر سفر اس غرض سے کر رہا ہو تا کہ اس کو صوم رکھنے یا افطار کرنے کا شرعی اختیار حاصل ہو جائے تو اس حیلہ کی بنا پر صوم ترک کرنا حرام ہے بلکہ اس مسافر پر صوم واجب ہے لیکن اگر یہ حیلہ مقصود نہ ہو بلکہ کسی ضرورت کے پیش نظر سفر کر رہا ہو تو شرعاً اس کو اختیار ہے کہ صوم رکھے یا افطار کرے خواہ سفر مختصر ہو یا طویل، دائمی ہو یا وقتی جیسا کی ارشاد باری ہے:

وَمَنْ كَانَ مَرِيضًا أَوْ عَلَىٰ سَفَرٍ فَعِدَّةٌ مِّنْ أَيَّامٍ أُخَرَ يُرِيدُ اللَّهُ بِكُمُ الْيُسْرَ وَلَا يُرِيدُ بِكُمُ الْعُسْرَ (البقرۃ۔۱۸۵) تم میں سے جو شخص بیمار ہو یا سفر پر ہو تو اس کو اجازت ہے کہ دوسرے مناسب ایام میں صوم قضا کر لے اللہ تعالیٰ تمہارے ساتھ آسانی کرنی چاہتا ہے سختی نہیں چاہتا۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں "**كنا نسافر مع النبي ﷺ فلم يعب الصائم على المفطر ولا المفطر على الصائم**"(بخاری ومسلم) ہم نبی ﷺ کے ساتھ سفر کرتے تھے تو صوم رکھنے والے افطار کرنے والوں پر اور افطار کرنے والے صوم رکھنے والوں پر انکار نہیں کرتے تھے۔ اگر دوران سفر تیز

گرمی کی وجہ سے ایک ڈرائیور پر رمضان کا صوم شاق گزر رہا ہو تو اس صوم رمضان کو ٹھنڈے ایام تک موخر کر دے لیکن اگر صوم رکھنا اور توڑنا مساوی ہو تو افضل صوم رکھنا ہی ہے تاکہ جلد ہی ذمہ داری سے سبکدوشی اور آپ ﷺ کی اقتداء ہو جائے جیسا کہ حضرت ابوالدرداء رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں۔ ماہ رمضان کی شدید گرمی میں ہم لوگ آپ ﷺ کے ساتھ سفر میں نکلے گرمی کی شدت کی وجہ سے بعض لوگ اپنے سروں پر ہاتھ کا سایہ کئے ہوئے تھے اور آپ ﷺ اور عبداللہ بن رواحہ کے علاوہ ہم میں سے کوئی صوم سے نہ تھا۔(مسلم)

اگر صوم رمضان ایک مسافر پر گراں گزر رہا ہو تو افطار کر لے بصورت مشقت صوم رکھنا معصیت ہے۔ آپ ﷺ سے کہا گیا کہ کچھ لوگ صوم سے ہیں آپ نے دو بار فرمایا یہی لوگ نافرمان ہیں۔(مسلم)

اگر مسافر رمضان میں کسی روز دن کے کسی وقت افطار کی حالت میں گھر واپس آجائے تو وہ اس دن کا صوم نہیں رکھ سکتا کیونکہ صوم واجب کی نیت طلوع فجر ہی کے وقت ہونا ضروری ہے البتہ اس دن کے باقی حصہ میں کھانا، پینا ترک رکھنا علماء کے مابین مختلف فیہ ہے کچھ لوگ کہتے ہیں وقت کے احترام کے پیش نظر کھانا، پینا ترک کرنا اور اس دن کے صوم کے صحیح نہ ہونے کی بنا پر قضا کرنا واجب وضروری ہے۔ بعض علماء کا کہنا ہے کہ دن کے ابتدائی حصہ میں افطار کر لینے کی وجہ سے چونکہ وقت کا احترام ختم ہو چکا ہے اس لئے اس پر صرف قضا واجب ہے اور بقیہ حصہ میں کھانا پینا ترک کرنا ضروری نہیں جیسا کہ عبداللہ بن مسعود فرمایا کرتے تھے جس شخص نے دن کے شروع حصہ میں کھا پی لیا ہو وہ آخر میں بھی کھائے پیئے۔

۷۔ ایسا مریض جس کی شفایابی متوقع ہو اس کی تین حالتیں ہو سکتی ہیں:

(الف) اگر مریض پر صوم گراں اور ضرر رساں نہ ہو تو صوم رکھنا واجب ہے کیونکہ یہ غیر معذور ہے۔

(ب) اگر صوم شاق تو ہو لیکن مضر نہ ہو تو حکم الٰہی: "فَمَنْ كَانَ مِنْكُمْ مَّرِيْضًا اَوْ عَلٰى سَفَرٍ الآية" (البقرة:۱۸۴) کے مطابق اس کو اجازت ہے کہ صوم نہ رکھے۔ ایک حدیث میں آتا ہے کہ اللہ تعالیٰ رخصت کے اختیار کو محبوب اور معصیت کے اپنانے کو مکروہ سمجھتا ہے۔ (احمد، ابن حبان، ابن خزیمہ)

(ج) اگر صوم ضرر رساں ہو تو افطار کرنا واجب اور صوم رکھنا ناجائز ہے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے وَلَا تَقْتُلُوْٓا اَنْفُسَكُمْ ۭ اِنَّ اللّٰهَ كَانَ بِكُمْ رَحِيْمًا (النساء:۲۹) اپنے آپ کو ہلاک مت کرو اللہ تعالیٰ تم پر مہربان ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا تم پر تمہارے نفس کا حق ہے۔ (بخاری)

اگر دوران صوم رمضان کوئی ایسا مرض پیدا ہو جائے جس کی وجہ سے صوم کی تکمیل مشکل ہو رہی ہو تو دریں صورت افطار جائز ہے اور اگر ماہ رمضان کے دن میں شفا مل جائے اور مریض صوم سے نہ ہو تو اس روز صوم درست نہ ہوگا البتہ بقیہ حصہ میں کھانا پینا حسب اختلاف سابق ترک رکھے۔

اگر مریض کے متعلق ڈاکٹر نے رپورٹ دی ہو کہ صوم ہی موجب مرض یا شفایابی مؤخر ہونے کا سبب ہے تو اس صورت میں مرض سے بچنے اور اپنی صحت کی محافظت کی خاطر صوم چھوڑا جاسکتا ہے۔ خطرات زائل ہوتے ہی چھوٹے ہوئے صوم کی قضا کرلی جائے اور اگر خطرات زائل ہونے کی امید نہ ہو تو صوم نہ رکھے اور ہر روز ایک مسکین کو کھانا کھلاتا رہے۔

الٰہی ہمیں ایسے کام کرنے کی توفیق عطا فرما جن سے تیری رضا حاصل ہو سکے اور اپنے غصہ اور نافرمانی کے وسائل وذرائع سے دور رکھ اور اے ارحم الراحمین! ہماری، ہمارے والدین اور تمام مسلمانوں کی مغفرت فرما (آمین)

آٹھویں مجلس

صائمین کے بقیہ اقسام اور قضاء صوم کے اقسام

الحمد لله رب العالمين والصلاة والسلام على سيد المرسلين محمد وعلى آله وصحبه أجمعين ومن تبعهم باحسان الى يوم الدين وبعد:

بھائیو! صائمین کے سات گروپ کے متعلق گفتگو ہو چکی اب یہاں بقیہ حضرات کے متعلق انشاءاللہ گفتگو ہوگی۔

۸۔ حائضہ پر صوم حرام ہے اور ایام حیض کا صوم صحیح نہیں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے عورتوں کی مجلس کو خطاب کرتے ہوئے فرمایا تم لوگوں سے بڑھ کر عقل اور دین میں کمی والی اور صاحب عقل کی عقل چٹ جانے والی کوئی چیز میں نے نہیں دیکھی عورتوں نے کہا کہ اے اللہ کے رسول! ہماری عقل اور دین کی کمی کیا ہے؟ آپ نے فرمایا: کیا ایک عورت کی گواہی مرد کی آدھی گواہی کے برابر نہیں ہے؟ عورتوں نے کہا: جی ہاں! آپ نے فرمایا یہ عقل کا نقص ہے۔ کیا عورت ایام حیض میں صوم و صلاۃ ترک نہیں کر دیتی؟ عورتوں نے کہا: جی ہاں! آپ نے فرمایا: یہ دین کی کمی ہے۔ (بخاری و مسلم)

حیض ایک طبعی اور فطری خون ہے جو عورتوں کو معتاد طریقہ پر آتا ہے اگر یہ خون غروب آفتاب سے کچھ ہی لمحہ پہلے ظاہر ہو جائے تو اس دن کا صوم باطل ہو جائے گا اور اس صوم کی قضا ضروری ہوگی۔ ہاں اگر دن کے کسی حصہ میں یہ خون بند ہو جائے تو اس روز کا صوم صحیح نہ ہوگا البتہ حسب اختلاف سابق بقیہ حصہ میں کھانا، پینا ترک رکھنا چاہئے۔ اگر طلوع فجر سے چند منٹ قبل رمضان کی

رات میں عورت کو خون آنا بند ہو گیا ہو تو اس پر اس دن کا صوم واجب ہو جائے گا اگر چہ غسل طلوع فجر کے بعد ہی کیوں نہ کرے کیونکہ اس کے پاس صوم کی منافی چیز نہیں رہ گئی جس طرح ایک جنبی شخص صوم رکھ کر غسل جنابت بعد طلوع فجر کر سکتا ہے۔ حضرت عائشہ فرماتی ہیں کہ آپ ﷺ رمضان کے اندر جنابت کی حالت میں صبح کرتے پھر صوم رکھا کرتے تھے۔(بخاری و مسلم)

واضح رہے کہ گذشتہ سارے احکام میں حیض اور نفاس والی عورتیں برابر ہیں دونوں پر ان کے چھوٹے ہوئے صوم کی قضا واجب ہے۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے پوچھا گیا کہ حائضہ صرف صوم قضا کرتی ہے صلاۃ کی قضا نہیں کرتی تو فرمایا کہ ہم ایام حیض سے ہوتے تھے پر ہمیں صوم کی قضا کا حکم دیا گیا صلاۃ کی قضا کا نہیں۔

۹۔ اگر دودھ پلانے والی عورت اور حاملہ کو صوم سے اپنی ذات یا اپنے بچے پر خطرہ محسوس ہو تو صوم ترک کر سکتی ہے البتہ خوف زائل ہو جانے کے بعد چھوٹے ہوئے صوم کی قضا کرنی ضروری ہو گی۔ حضرت انس بن مالک مرفوعاً بیان کرتے ہیں اللہ نے مسافر شخص سے نصف صلاۃ اور مسافر اور حاملہ اور مرضعہ سے پورا صوم معاف کر رکھا ہے البتہ بعد میں گن کر چھوڑے دنوں کے برابر صوم رکھنا ہو گا۔(نسائی، ترمذی، ابن ماجہ)

۱۰۔ ڈوبتے یا جلتے یا دیوار تلے دبے ہوئے شخص کو بچانے والا شخص اگر غذائی طاقت کی ضرورت محسوس کر رہا ہو تو اس صورت میں صوم کا توڑنا جائز ہی نہیں واجب ہے کیونکہ ایک معصوم جان کو ہلاکت سے بچانا ضروری ہے۔ البتہ چھوٹے ہوئے صوم کی قضا ضروری ہو گی، جس طرح کہ اعلاء کلمۃ اللہ اور مسلمانوں سے دشمنوں کے دفاع کے وقت جہادی طاقت کی خاطر آپ ﷺ نے صحابہ کو ترک صوم کا حکم دیا تھا فرمایا: "**إنكم مصبحو عدوكم والفطر أقوى لكم فأفطروا وكانت عزمة فأفطرنا**" (مسلم) صبح دشمنوں سے تمہارا مقابلہ ہے

صوم نہ رکھنے سے تمہیں طاقت ملے گی لہٰذا صوم مت رکھو حالانکہ یہ صوم واجبی تھا، لہٰذا سبھوں نے افطار کر لیا۔

مذکورہ اسباب کی بنا پر جنہیں افطار کی اجازت ملی ہے اگر ان کے پاس کوئی ظاہری سبب موجود ہے "مثلاً مریض، غیر مستطیع بوڑھا، توان کے اعلانیہ ترک صوم پر نکیر نہ کیا جائے البتہ اگر سبب خفی ہو "مثلاً حائضہ عورت" ہلاکت سے رہائی دینے والا شخص، تو انہیں چاہئے کہ افطار چھپ کر کیا کریں تاکہ لوگوں کو بدگمانی اور جاہل کو دھوکہ نہ ہو سکے کہ بدون عذر افطار جائز ہے۔ عذر زائل ہوتے ہی پہلی فرصت میں چھوٹے ہوئے صوم کی قضا مستحب ہے البتہ دوسرے رمضان سے اتنے روز پہلے تک مؤخر کیا جاسکتا ہے جس میں چھوٹے ہوئے صوم کی قضا کی جاسکے۔ لیکن بغیر عذر تاخیر نہیں کرنی چاہئے اور اگر عذر مسلسل ہو اور قضا پر قدرت نہ ہو سکے اور اسی حالت میں انتقال ہو جائے تو فریضہ اس سے ساقط شمار کیا جائے گا۔ جس طرح ماہ رمضان آنے سے قبل ہی کوئی انتقال کر جائے تو اس پر صوم نہیں ہوتا ہے اور اگر قضا پر قدرت کے باوجود کوتاہی کی اور انتقال کر گیا تو اولیاء کو چاہئے کہ ان تمام ایام کے صوم کی قضا کریں جن میں اس کو قدرت تھی۔ جیسا کہ آپ ﷺ نے فرمایا: جو شخص انتقال کر جائے اور اس پر صوم باقی ہو تو اس کی طرف سے اس کے اولیاء صوم رکھ دیں۔ (بخاری و مسلم)

الٰہی ہمارا حشر متقیوں کے ساتھ کر اور اپنے صالح بندوں سے ملادے (آمین)

نوویں مجلس

صیام کی حکمتیں

الحمد لله رب العالمين والصلاة والسلام على سيد المرسلين محمد وعلى آله وصحبه أجمعين ومن تبعهم باحسان الى يوم الدين وبعد.

بھائیو! اللہ تعالیٰ خود حکیم ہے اس نے اپنی مخلوق اور شریعت کی بنیاد زبردست حکمت پر رکھی ہے اپنی مخلوق کے لئے ایسی شریعت دی ہے جس سے ایمان میں اضافہ اور عبادت میں کمال حاصل ہو سکے اس زبردست حکمت تک بعض کی رسائی ہوئی اور بعض کی نہیں ہو سکی جو ہمارے عجز و کوتاہ علمی کی واضح دلیل ہے جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے خود ارشاد فرمایا ہے: " وَمَآ أُوتِيتُم مِّنَ الْعِلْمِ إِلَّا قَلِيلًا (الاسراء:۸۵) تمہیں علم بہت ہی کم دیا گیا ہے۔

اللہ تعالیٰ نے عبادتوں کی مشروعیت اور معاملات کو منظم محض اپنے خالص بندوں اور نفس پرستوں کے مابین تمیز و آزمائش کے لئے کیا ہے نیز مختلف طرح کی عبادتیں اسی حکمت پر مشتمل ہیں فرمایا: وَلِيُمَحِّصَ اللَّهُ الَّذِينَ آمَنُوا (آل عمران:۱۴۱) اور تاکہ اللہ تعالیٰ مومنوں کی چھٹائی کر سکے۔ صیام کی ان متعدد حکمتوں میں سے چند مندرجہ ذیل ہیں۔

۱۔ صوم ایک ایسی عبادت ہے جس میں بندہ اپنی دنیوی لذتوں کو مخصوص وقت میں چھوڑ کر قربت الٰہی حاصل کرتا ہے جو بندے کی ایمانی صداقت، کمال عبودیت اور گہری محبت کی علامت ہے کیونکہ انسان محبوب چیز کو کسی اہم ترین چیز کے ملنے ہی پر چھوڑتا ہے بہت سے ایسے مسلمان ہیں کہ انہیں بلا عذر رمضان کا

ایک صوم توڑنے کے لئے مارا جائے یا قید میں ڈال دیا جائے پھر بھی وہ افطار کرنے پر رضامند نہ ہوں گے۔

۲۔ صوم سے انسان کے دل میں اللہ کا خوف پیدا ہوتا ہے فرمایا گیا: "**یاایها الذین آمنوا کتب علیکم الصیام کما کتب علی الذین من قبلکم لعلکم تتقون**" (البقرۃ: ۱۸۳) اے مومنو! تم پر صوم فرض کیا گیا ہے جیسا کہ تم سے پہلے لوگوں پر فرض کیا گیا تھا توقع ہے کہ تمہارے اندر تقویٰ پیدا ہو۔ یہی وجہ ہے کہ صائم جب کسی گناہ کا ارادہ کرتا ہے تو اپنے صوم کو یاد کرتے ہی اس کے ارتکاب سے باز آجاتا ہے۔ آپ ﷺ نے ایک صائم کو تعلیم بھی دی کہ کوئی گالی گلوج کرنے پر آمادہ ہو تو اس سے کہہ دو کہ میں صائم ہوں۔

۳۔ صوم سے قلب و دماغ پورے طور پر ذکر و فکر کے لئے فارغ ہو جاتا ہے جب کہ لذتوں کا استعمال موجب غفلت ہے بلکہ دل کی سختی اور حق سے اندھاپن تک پہنچا دیتا ہے اس لئے آپ ﷺ نے کم خوری کی تعلیم دیتے ہوئے فرمایا کہ معدہ سے بدتر کوئی برتن ابن آدم نے بھرا ہی نہیں زندگی کے بقاء کے لئے انسان کو چند لقمے کافی ہیں اگر بہت ضروری ہو تو ایک تہائی کھانے کے لئے ایک تہائی پانی کے لئے اور ایک تہائی سانس کے لئے رکھنا چاہئے۔ (احمد، نسائی، ابن ماجہ) ابو سلیمان الدارانی فرماتے ہیں کہ انسان جب بھوکا اور پیاسا ہوتا ہے تو دل صاف شفاف اور نرم رہتا ہے اور آسودگی ہونے پر دل اندھا ہو جاتا ہے۔

۴۔ صوم سے ایک مالدار شخص کے دل میں ان لذتوں کی قدر پیدا ہوتی ہے جس سے یہ متمتع اور دوسرے بہت سے لوگ محروم ہیں پھر اللہ تعالیٰ کی شکر گذاری میں اپنے بھوکے، پیاسے بھائی پر صدقات و خیرات کرتا ہے یہی وجہ ہے کہ آپ ﷺ یوں تو لوگوں میں زیادہ سخی تھے ہی آپ کی سخاوت اس وقت اور بڑھ جاتی جس وقت جبریل علیہ السلام آپ کے پاس آتے اور قرآن کا مذاکرہ کرتے۔

۵۔ صوم سے انسان کو ضبط نفس اور کنٹرول کرنے پر ٹریننگ ملتی ہے جس سے آدمی کو خیر وفلاح کی رہنمائی حاصل ہوتی ہے کیونکہ مطلق العنانی آدمی کو ہلاکت کے گڑھے میں ڈھکیل دیتی ہے۔

۶۔ صوم آدمی کے نفسانی کبر وغرور کو ختم کرکے اس کو حق کا تابع اور مخلوق کے لئے نرم کردیتا ہے۔ کیونکہ دنیاوی لذتوں سے متمتع ہونے والا شخص کبر وغرور، تمردوسرکشی پراتر آتا ہے جو آدمی کی ہلاکت کا سبب ہوتی ہے۔

۷۔ صوم کی حالت میں بھوک وپیاس کی وجہ سے خون کا دوران کم ہو جاتا ہے جس سے انسانی بدن میں شیطان کی دوڑ بھی کم ہو جاتی ہے جب کہ شیطان انسانی جسم میں خون کے مانند دوڑ لگاتا ہے یہی سبب ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا: اے جوانو! تم میں جو شخص قوت مردانگی رکھتا ہو وہ شادی کرلے کیونکہ نکاح آدمی کی نگاہ پست کردیتا ہے اور شرم گاہ کی حفاظت کرتا ہے اور جو شخص طاقت نہ رکھتا ہو وہ صوم رکھے کیونکہ صوم شہوت کی حدت کم کردیتا ہے۔ (بخاری ومسلم)

۸۔ کم خوری اور ایک مخصوص وقفہ میں آلات ہاضمہ کو راحت پہنچانے پر جو جسمانی صحت ممکن ہو سکتی ہیں حاصل ہوتی ہیں اور جسم کے لئے نقصان دہ رطوبات کا خاتمہ ہوتا ہے۔

الٰہی! ہماری، ہمارے والدین اور تمام مسلمانوں کی مغفرت فرماتے ہوئے دنیوی واخروی سعادتوں سے نواز دے۔ (آمین)

دسویں مجلس

صیام کے ضروری آداب

الحمد لله رب العالمين والصلاة والسلام على سيد المرسلين محمد وعلى آله وصحبه أجمعين ومن تبعهم باحسان الى يوم الدين وبعد۔

بھائیو! صوم کے بہت سے آداب ہیں جن کے بغیر صوم ناقص ونامکمل شمار ہوگا ان میں کچھ ضروری آداب ہیں جن کی رعایت ہر صائم کے لئے ضروری ہے اور کچھ استحبابی آداب ہیں جن کی رعایت اولیٰ وبہتر ہے اس مجلس میں چند ضروری آداب کا تذکرہ ہوگا۔

ا۔ صائم تمام قولی اور فعلی عبادات خصوصاً پنجوقتہ صلاۃ باجماعت مسجد میں ادا کرنے کا التزام کرے کیونکہ یہ اس تقویٰ کا ثمرہ ہے جس کے لئے صوم امت محمدیہ پر فرض ہوا ہے اور صلاۃ کا ضیاع تقویٰ کے منافی ہے ارشاد باری ہے: "فَخَلَفَ مِنۢ بَعْدِهِمْ خَلْفٌ أَضَاعُوا الصَّلَوٰةَ وَاتَّبَعُوا الشَّهَوَٰتِ فَسَوْفَ يَلْقَوْنَ غَيًّا ﴿٥٩﴾ إِلَّا مَن تَابَ وَءَامَنَ وَعَمِلَ صَٰلِحًا فَأُو۟لَٰٓئِكَ يَدْخُلُونَ الْجَنَّةَ وَلَا يُظْلَمُونَ شَيْـًٔا ﴿٦٠﴾.

(مریم:۵۹،۶۰) ان کے بعد ایسے ناکارہ جانشین ہوئے جنہوں نے صلاۃ ضائع کردیا اور خواہشات کی پیروی کی، عنقریب یہ لوگ جہنم میں ڈالے جائیں گے، ہاں جنہوں نے توبہ کی اور ایمان لائے اور عمل صالح کئے وہ جنت میں داخل کئے جائیں گے ان پر ذرہ برابر بھی ظلم نہ ہوگا۔ حضرت ابوہریرہ مرفوعا بیان کرتے ہیں کہ عبداللہ ابن ام مکتوم آپ ﷺ کے پاس تشریف لائے اور کہا میں نابینا شخص ہوں میرے پاس کوئی رہنمائی کرنے والا نہیں مجھے اجازت دے دیں کہ میں

گھر پر ہی صلاۃ ادا کروں آپ نے فرمایا کہ اذان سنتے ہو؟ انہوں نے کہا ہاں، آپ نے فرمایا تب تم پر ضروری ہے۔[1] (مسلم)

بعض روایتوں میں آتا ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے جماعت چھوڑنے والوں کے گھروں میں آگ لگانے تک کا ارادہ کر لیا تھا آپ نے ترک جماعت کو منافقین کی مشابہت قرار دیا ہے۔ آپ کے عہد مبارک میں معذور حضرات دو آدمیوں کے سہارے مسجد میں پہنچ کر باجماعت صلاۃ ادا کرتے تھے چنانچہ آپ نے باجماعت صلاۃ کا ثواب تنہا صلاۃ پر ستائیس گنا فائق و برتر قرار دیا ہے۔ (بخاری و مسلم)

۲۔ صائم پر ضروری ہے کہ اللہ اور اس کے حرام کردہ تمام افعال واقوال بالخصوص اللہ اور اس کے رسول پر غلط الزام لگانے سے اجتناب کرے آپ نے فرمایا: "**من كذب علَيّ متعمداً فليتبوأ مقعده من النار**" (بخاری و مسلم) جس نے مجھ پر کذب بیانی کی اس کا ٹھکانہ جہنم ہے۔

۳۔ صائم پر ضروری ہے کہ غیبت سے اجتناب کرے خواہ یہ غیبت کسی شخص کی خلقت سے متعلق ہو یا اس کے عادات واطوار سے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے غیبت کے متعلق پوچھا گیا تو فرمایا کہ اپنے مسلمان بھائی کا ذکر اس طرح پر کیا جائے کہ وہ اس کو ناپسند کرے پوچھا گیا اگر اس بھائی میں وہ عیب پایا جاتا ہو؟ آپ نے فرمایا یہی غیبت ہے اور اگر اس میں وہ عیب نہیں ہے تو اس پر بہتان ہو گا۔ (مسلم)

ایک روایت میں ہے کہ معراج کی رات آپ کا گزر ایک ایسے گروہ سے ہوا جن کے ناخون پیتل کے تھے وہ ان سے اپنے چہرے اور سینے نوچ رہے تھے آپ نے پوچھا جبریل! یہ کون لوگ ہیں انہوں نے کہا یہ ایسے لوگ ہیں جو لوگوں کی غیبت و برائی کیا کرتے تھے۔ (ابوداود)

۴۔ چغل خوری سے اجتناب ضروری ہے کیونکہ یہ گناہ کبیرہ ہے آپ ﷺ نے فرمایا کہ چغل خور جنت میں داخل نہ ہو گا۔ (بخاری و مسلم) ایک روایت میں

---

[1] جماعت سے صلاۃ ادا کرنے کا حکم جب حالت خوف اور میدان جنگ میں دیا گیا ہے تو امن وسکون کی حالت میں بدرجہ اولیٰ ہو گا۔

ہے کہ آپ کا گزر دوایسی قبروں سے ہوا جن میں ایک کو استنجا نہ کرنے اور دوسرے کو چغل خوری کرنے پر عذاب دیا جارہا تھا۔ (بخاری ومسلم)

۵۔ دھوکہ وفریب سے اجتناب ضروری ہے خواہ خرید وفروخت، رہن وکرایہ جیسے معاملات سے متعلق ہو یا نصیحت ومشورہ سے کیونکہ یہ بھی گناہ کبیرہ ہے۔ آپ نے فرمایا جس نے دھوکہ دیا وہ ہمارے طریقہ سے ہٹا ہوا ہے۔ (بخاری ومسلم)

۶۔ لہوولعب کے تمام سامان خصوصاً سریلی آواز اور محرک شہوات گانوں کے استعمال سے صائم کو اجتناب کرنا ضروری ہے آپ ﷺ نے اس کو زنا کے ساتھ ذکر فرمایا ہے "**لیکونن من امتی اقوام یستحلون الحروالحریر والخمر والمعازف**" (بخاری) میری امت میں ایک ایسا گروہ ہوگا جو زنا، ریشم شراب اور گانا بجانا جائز قرار دے گا۔

بھائیو! اس زمانہ میں بہت سے ہمارے بھائی اس کو جواز کا درجہ دے کر اعلانیہ طور پر اپنا رہے ہیں جو حقیقتاً دشمنان اسلام کے حربہ وتدبیر کی زبردست کامیابی کی دلیل ہے کہ مسلمانان اسلام کو ذکر الٰہی اور دینی ودنیوی اہم مقاصد سے ہٹا دیا جائے۔ امر واقعہ بھی ایسا ہی ہے کہ ہمارے اکثر بھائی ان لغویات کو سننے میں قرأت قرآن، حدیث نبوی، اقوال سلف کے سننے سے کہیں زیادہ وقت صرف کرتے ہیں حالانکہ آپ نے ایک حدیث میں فرمایا کہ جو شخص جھوٹ اور غلط فعل سے نہ بچ سکے اللہ تعالیٰ کو اس کے کھانا، پینا چھوڑنے کی قطعاً ضرورت نہیں ہے۔

الٰہی ہمارے دین کی حفاظت فرما اور ہمارے اعضاء کو ایسی چیزوں کے ارتکاب سے باز رکھ لے جن سے تو غصہ ہوتا ہے اور ہماری اور ہمارے والدین اور تمام مسلمانوں کی مغفرت فرما۔ (آمین)

گیارھوں مجلس

صوم کے مستحب آداب

الحمد لله رب العالمين والصلاة والسلام على سيد المرسلين محمد وعلى آله وصحبه أجمعين ومن تبعهم باحسان الى يوم الدين وبعد.

بھائیو! گذشتہ مجلس میں صوم کے وجوبی آداب کا ذکر ہو چکا اب اس مجلس میں استحبابی آداب کا ذکر ہوگا۔

ا۔ آپ ﷺ کے حکم کی بجا آوری اور آپ کے فعل کی اتباع اور سحری کو عبادت اور اپنے لئے مقوی ہونے کی نیت وارادہ سے صائم کا رات کے آخری حصہ میں سحری کھانا سنت ہے کیونکہ سحری ہی ہمارے اور اہل کتاب کے صوم میں فرق ہے آپ نے فرمایا کہ اللہ اور اس کے فرشتے سحری کھانے والوں پر صلاۃ (رحمت اور دعاء مغفرت) بھیجتے ہیں۔(احمد) سحری میں تاخیر سنت ہے بشر طیکہ طلوع فجر کا ڈر نہ ہو۔ایک روایت میں ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم صلاۃ فجر اور سحری کھانے میں اتنا وقفہ رکھتے تھے جس میں آدمی پچاس آیت پڑھ سکے۔(بخاری) طلوع فجر ہوتے ہی کھانے پینے سے رک جائے اور دل میں نیت کرلے زبان سے ادائیگی کی ضرورت نہیں ہے بلکہ یہ بدعت ہے۔

۲۔ غروب آفتاب کا یقین ہوتے ہی افطار میں جلدی کرنا مستحب ہے آپ ﷺ نے فرمایا لوگ اس وقت تک خیر پر رہیں گے جب تک افطار میں جلدی کریں گے۔(بخاری ومسلم) ایک حدیث قدسی میں آتا ہے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے میرے محبوب وہ بندے ہیں جو افطار میں جلدی کرتے ہیں۔(احمد) تر کھجور سے

افطار سنت ہے اگر یہ میسر نہ ہو تو سوکھی کھجور اور اگر یہ بھی نہ ہو تو پانی سے افطار کیا جائے۔ (احمد، ابوداؤد، ترمذی)

اگر ان مذکورہ اشیاء میں کچھ بھی موجود نہ ہو تو کھانے، پینے کی چیزوں میں سے کسی سے بھی افطار ہو سکتا ہے اور کچھ نہ ملنے کی صورت میں افطار کی نیت کر لینا کافی ہے انگلی چوسنا اور تھوک جمع کر کے نگل جانا جہالت ہے۔ افطار کے وقت "ذَهَبَ الظَّمَأُ وَابْتَلَّتِ الْعُرُوْقُ وَثَبَتَ الْأَجْرُ إِنْ شَاءَ اللّٰهُ" پڑھنا مسنون ہے۔ (ابوداؤد)

۳۔ قرآن کی تلاوت، ذکر واذکار، صلاۃ وصدقات بکثرت کرے۔ آپ نے فرمایا رمضان میں ذکر الٰہی کرنے والے کی مغفرت کر دی جاتی ہے ایک روایت میں ہے تین اشخاص صائم، عادل اور مظلوم کی دعا رد نہیں کی جاتی (ابن خزیمہ، ابن حبان) آپ ﷺ دین کی سربلندی اور امت کی ہدایت ور ہنمائی میں علم، جان، مال ہر طرح کی سخاوت کیا کرتے تھے حتی کہ اس ماہ رمضان میں جبریل کی ملاقات کے وقت آپ کھلی ہوا سے بھی زیادہ فیاض و سخی ہو جاتے تھے۔

۴۔ صیام رمضان کی توفیق و تسہیل پر صائم کو شکر گزار ہونا چاہئے جو گناہوں کے کفارہ اور رفع درجات کا سبب ہے جب کہ اس کار خیر سے بہت سے لوگ رمضان آنے سے قبل ہی انتقال کر جاتے یا اپنی کمزوری یا گمراہی کی وجہ سے محروم رہ جاتے ہیں۔ ابن رجب فرماتے ہیں صائم دو طرح کے ہوتے ہیں۔

(الف) جنہوں نے دنیاوی لذتوں کو محض حصول جنت کی امید میں چھوڑا ہے انہوں نے اپنا تجارتی معاملہ ایک ایسی ذات سے کیا ہے جس کے پاس خسارہ ہو ہی نہیں سکتا جیسا کہ آپ ﷺ نے ایک صحابی سے فرمایا تھا کہ تم اللہ تعالیٰ کے خوف سے جب بھی کوئی چیز چھوڑو گے تو اللہ تعالیٰ تمہیں اس سے بہتر چیز دے گا۔ (احمد) دوسری جگہ فرمایا: "رأيت رجلا من امتي يلهث عطشا كلما دنا من حوض منع وطرد فجاء ه صيام رمضان فسقاه وأرواه"

(طبرانی) میں نے ایک امتی کو دیکھا کہ وہ پیاس سے کیچڑ چاٹ رہا ہے اور جب حوض کے قریب پہنچتا ہے بھگا دیا جاتا ہے اتنے میں اس کا صوم آتا ہے اور اس کو سیراب کرتا ہے۔

(ب) جس نے اللہ تعالیٰ کے علاوہ تمام دنیاوی چیزوں سے اپنے آپ کو روکے رکھا اور اپنے دل ودماغ کی حفاظت کی۔ موت وحشر کی یاد اور آخرت طلبی میں دنیاوی زینتوں کو چھوڑے رکھا دراصل ایسے شخص کی عید بروز قیامت اللہ تعالیٰ کی ملاقات اور اس کے دیدار کے وقت ہوگی۔

الٰہی ہمارا باطن اپنے اخلاص سے اور عمل اپنے رسول کی اتباع سے آراستہ فرما اور ہمیں ہمارے والدین اور تمام مسلمانوں کو اپنی رحمت سے بخش دے۔ (آمین)

بارھویں مجلس

تلاوت قرآن کی دوسری قسم (تلاوت حکمی)

الحمد لله رب العالمين والصلاة والسلام على سيد المرسلين محمد وعلى آله وصحبه أجمعين ومن تبعهم باحسان الى يوم الدين وبعد۔

بھائیو! پانچویں مجلس میں یہ بات آچکی ہے کہ تلاوت قرآن کی ایک قسم تلاوت لفظی اور دوسری تلاوت حکمی ہے جو رسول اللہ ﷺ کی دی ہوئی خبروں کی تصدیق اور احکام شرعیہ کی اتباع بلکہ تمام ماموارت کی بجا آوری اور منہیات سے اجتناب کا نام ہے۔ دراصل نزول کا بنیادی مقصد یہی تلاوت حکمی ہی ہے فرمایا گیا "كِتٰبٌ اَنْزَلْنٰهُ اِلَيْكَ مُبٰرَكٌ لِّيَدَّبَّرُوْٓا اٰيٰتِهٖ وَلِيَتَذَكَّرَ اُولُوا الْاَلْبَابِ"

(ص:۲۹) ہم نے آپ پر ایک بابرکت کتاب نازل کی ہے چاہئے کہ اہل خرد اس کی آیتوں پر غور کریں اور عبرت حاصل کریں۔

چنانچہ سلف صالحین رحمہم اللہ قرآن سیکھتے اور پورے ایمان ویقین کے ساتھ اس پر عمل پیرا ہوتے تھے حضرت ابو عبدالرحمان السلمی فرماتے ہیں قرآن پڑھانے والے اساتذہ بتایا کرتے تھے کہ حضرت عثمان، عبداللہ بن مسعود وغیرہ رسول اللہ ﷺ سے دس آیتیں سیکھ کر اس وقت تک آگے نہیں بڑھتے تھے جب تک علم و عمل دونوں نہ سیکھ لیتے اور یہ کہتے تھے کہ ہم لوگوں نے قرآن، علم اور عمل تمام کو سیکھا ہے۔ تلاوت قرآن کی اس قسم پر ہی سعادت وشقاوت منحصر ہے۔ فرمایا: فَاِمَّا يَاْتِيَنَّكُمْ مِّنِّيْ هُدًى ڏ فَمَنِ اتَّبَعَ هُدَايَ فَلَا يَضِلُّ وَلَا يَشْقٰى وَمَنْ اَعْرَضَ عَنْ ذِكْرِيْ فَاِنَّ لَهٗ مَعِيْشَةً ضَنْكًا وَّنَحْشُرُهٗ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ اَعْمٰى

(طہٰ: ۱۲۳، ۱۲۴) تمہارے پاس میری طرف سے ہدایت آئی جس نے اس کی اتباع کی وہ نہ بد بخت ہو گا اور نہ گمراہ اور جس نے میرے ذکر سے انحراف کیا اس کا رزق تنگ ہو گا اور اسے ہم بروز قیامت اندھا اٹھائیں گے۔ قرآن نے ان بد نصیبوں کا نقشہ یوں کھینچا ہے اُولٰٓئِكَ كَالْاَنْعَامِ بَلْ هُمْ اَضَلُّ ۗ اُولٰٓئِكَ هُمُ الْغٰفِلُوْنَ (الاعراف: ۱۷۹) یہ لوگ جانوروں سے بھی بد تر ہیں یہی لوگ غفلت برتنے والے ہیں۔

حضرت سمرہ بن جندب کی لمبی روایت آتی ہے کہ آپ ﷺ نے ایک روز صلاۃ فجر کے بعد بیان فرمایا رات میں نے خواب دیکھا کہ میرے پاس دو آدمی آئے اور مجھے ایک ایسے شخص کے پاس لے گئے جو چت لیٹا ہوا تھا اس کے پاس دوسرا شخص پتھر لئے کھڑا تھا وہ سوئے ہوئے شخص کے سر پر جونہی پتھر مارتا سر چور چور ہو جاتا اور پتھر دور جا گرتا آدمی پتھر لے کر جب تک واپس آتا اس کا سر پہلے کی طرح درست ہو جاتا اس طرح اس کے ساتھ برابر ہوتا رہتا آپ نے جبریل سے پوچھا یہ کون ہے انہوں نے کہا آگے بڑھیے پھر جبریل نے بتایا کہ یہ وہ شخص ہے جس نے قرآن پڑھا پھر اس کو چھوڑ دیا اور پنجوقتہ صلاۃ سے لاپرواہی کرتا رہا۔ (صحیح بخاری) عمرو بن شعیب عن ابیہ عن جدہ سے مرفوعاً مروی ہے کہ قرآن بروز قیامت ایک انسان کی شکل میں لایا جائے گا پھر ایسا شخص پیش کیا جائے گا جس نے قرآن سیکھا لیکن اوامر کی مخالفت کرتا رہا پھر قرآن کو اس کا فریق مخالف قرار دیا جائے گا پھر یہ اللہ تعالیٰ سے کہے گا کہ اے میرے رب! مجھے ایک بدترین شخص ملا جس نے میرے حدود کو پامال کیا فرائض کو ضائع کیا معصیت کا ارتکاب کیا اور طاعت سے اجتناب کیا یہ شخص برابر اس پر حجت قائم کرتا رہے گا یہاں تک کہ حکم الٰہی ہو گا کہ اس کے معاملہ کو تم خود حل کرو قرآن اس شخص کا ہاتھ پکڑ لے گا اور چہرے کے بل جہنم میں پھینک دے گا۔

بھائیو! یہ قرآن اگر پہاڑ پر اتارا گیا ہوتا تو پہاڑ ریزہ ریزہ ہو جاتا مگر افسوس کہ

اس قرآن کو سننے کے لئے کان روادار نہیں اور نہ ہی دل میں خشیت اور آنکھوں میں نمی کا شائبہ پایا جاتا ہے پھر بھی اس قرآن کو اپنے لئے سفارشی سمجھے ہوئے ہیں کیسے آپ فریق مخالف سے شفاعت کی توقع کئے ہوئے ہیں جب کہ آیات قرآنیہ سے دل میں گداز نہیں آتا، ماہ رمضان کی آمد پر بھی شقاوت کے بادل نہیں چھٹتے نوجوان خواب غفلت سے بیدار نہیں ہوتے اور بوڑھے ارتکاب معاصی سے باز نہیں آتے۔

الٰہی اپنی کتاب کی صحیح تلاوت کی اور اس کے الفاظ و معانی کو قائم رکھنے اور حدود کی حفاظت کرنے کی توفیق دے اور ہماری، ہمارے والدین اور تمام مسلمانوں کی مغفرت فرما۔ (آمین)

تیرھویں مجلس

تلاوت قرآن کے آداب

الحمد لله رب العالمين والصلاة والسلام على سيد المرسلين محمد وعلى آله وصحبه أجمعين ومن تبعهم باحسان الى يوم الدين وبعد۔

بھائیو! یہ قرآن جس کو آپ پڑھتے سنتے، حفظ کرتے اور لکھتے ہیں اللہ تعالیٰ کا کلام ہے جس کو اس نے حقیقی طور پر اپنے شایان شان خود ہی ادا کیا ہے اور جبریل پر القاء فرما کر آپ ﷺ کے قلب پر اتار دیا ہے تاکہ آپ ﷺ لوگوں کو عربی زبان میں ڈرا سکیں اس کتاب کی عظمت واہمیت مختلف انداز میں خود اللہ تعالیٰ نے بیان کی ہے ارشاد ہے: يَا أَيُّهَا النَّاسُ قَدْ جَاءَكُمْ بُرْهَانٌ مِنْ رَبِّكُمْ وَأَنْزَلْنَا إِلَيْكُمْ نُورًا مُبِينًا ﴿١٧٤﴾ (النساء:١٧٤) اے لوگو! تمہارے رب کی جانب سے تمہارے پاس برہان ودلیل آئی اور ہم نے تمہاری طرف نور مبین اتارا ہے اور فرمایا: "إِنَّا نَحْنُ نَزَّلْنَا الذِّكْرَ وَإِنَّا لَهُ لَحَافِظُونَ ﴿٩﴾ "(الحجر:٩) بے شک ہم نے قرآن نازل کیا ہے اور ہم ہی اسکی حفاظت کرنے والے ہیں۔ دوسری جگہ فرمایا: "قُلْ لَئِنِ اجْتَمَعَتِ الْإِنْسُ وَالْجِنُّ عَلَىٰ أَنْ يَأْتُوا بِمِثْلِ هَٰذَا الْقُرْآنِ لَا يَأْتُونَ بِمِثْلِهِ وَلَوْ كَانَ بَعْضُهُمْ لِبَعْضٍ ظَهِيرًا ﴿٨٨﴾ (الاسراء:٨٨) اگر تمام جن وانس اس جیسا قرآن پیش کرنے کے لئے اکٹھے ہو جائیں تو پیش نہیں کر سکتے گو ایک دوسرے کی مدد ہی کیوں نہ کرے۔ نیز فرمایا: "لَوْ أَنْزَلْنَا هَٰذَا الْقُرْآنَ عَلَىٰ جَبَلٍ لَرَأَيْتَهُ خَاشِعًا مُتَصَدِّعًا مِنْ خَشْيَةِ اللَّهِ ۚ وَتِلْكَ الْأَمْثَالُ نَضْرِبُهَا لِلنَّاسِ لَعَلَّهُمْ يَتَفَكَّرُونَ ﴿٢١﴾ (الحشر:٢١) اگر اس قرآن کو ہم پہاڑ پر اتارتے تو وہ اللہ تعالیٰ کے خوف

سے ریزہ ریزہ ہو جاتا ہم لوگوں سے یہ مثالیں اس لئے بیان کرتے ہیں تاکہ وہ غور و فکر کریں۔ اللہ تعالیٰ نے جنوں کے متعلق فرمایا: "اِنَّا سَمِعْنَا قُرْاٰنًا عَجَبًا ۙ يَّهْدِيْٓ اِلَى الرُّشْدِ فَاٰمَنَّا بِهٖ ۭ" (الجن:۱) جنوں نے کہا ہم نے ایک عجیب قرآن سنا ہے جو خیر و فلاح کی طرف رہنمائی کرتا ہے پس ہم لوگ اس پر ایمان لے آئے۔

مذکورہ اوصاف حمیدہ قرآن کی عظمت، اس کے واجب التعظیم ہونے، اس کی تلاوت کے آداب ملحوظ رکھنے اور دوران تلاوت لغویات سے دور رہنے پر دلالت کرتے ہیں ذیل میں چند آداب ذکر کئے جاتے ہیں تاکہ تلاوت قرآن کے وقت ہم ان کا پاس و لحاظ رکھیں۔

۱۔ تلاوت قرآن ایک اہم عبادت ہے اس لئے دیگر عبادات کی طرح اس میں بھی اخلاص و للّٰہیت ملحوظ رہنی چاہئے۔ آپ ﷺ نے فرمایا کہ قرآن کو اللہ کی رضاجوئی کے لئے پڑھو قبل ازیں کہ ایک ایسی جماعت پیدا ہو جو قرآن کو تیر کے مانند سیدھا کرنے لگے اور قرآن کی اس تلاوت سے ان کا مقصود دنیا ہو نہ کہ آخرت۔ (احمد)

۲۔ قرآن کی تلاوت خشیت الٰہی کے ساتھ معانی پر غور کرتے ہوئے اور دل و دماغ کو حاضر رکھ کر کرے کیونکہ قرآن کلام الٰہی ہے گویا تلاوت کرنے والا اللہ سے مخاطب ہے۔

۳۔ قرآن کی تلاوت پاک ہو کر کی جائے ناپاک شخص پانی پر طاقت رکھتے ہوئے غسل جنابت اور پانی نہ ہونے یا کسی عذر کی صورت میں تیمم سے فراغت کے بعد ہی قرآن کی تلاوت کرے لیکن اگر تلاوت مقصود نہ ہو تو ذکر و دعا کے طور پر ناپاک آدمی لَآ اِلٰهَ اِلَّآ اَنْتَ سُبْحٰنَكَ ڰ اِنِّىْ كُنْتُ مِنَ الظّٰلِمِيْنَ (الانبیاء:۸۷) اور رَبَّنَا لَا تُزِغْ قُلُوْبَنَا بَعْدَ اِذْ هَدَيْتَنَا وَھَبْ لَنَا مِنْ لَّدُنْكَ رَحْمَةً ۚ اِنَّكَ اَنْتَ الْوَھَّابُ (آل عمران:۸) وغیرہ پڑھ سکتا ہے۔

۴۔ ناپاک اور شور و غل کی جگہوں پر قرآن نہ پڑھا جائے ورنہ قرآن کی توہین ہو گی۔

۵۔ تلاوت کا ارادہ کرتے وقت اعوذ باللہ من الشیطان الرجیم پڑھنا چاہئے پھر اگر تلاوت درمیان سورت سے ہو بسم اللہ نہ پڑھے ہاں سورہ توبہ کے علاوہ اگر تلاوت سورت کی ابتداء سے ہو تو بسم اللہ الرحمان الرحیم پڑھ لینا چاہئے۔

۶۔ قرآن کی تلات ترنم اور اچھی آواز سے کرے جیسا کہ جبیر بن مطعم فرماتے ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم صلاۃ مغرب میں سورہ طور پڑھ رہے تھے میں نے آپ سے اچھی قرأت اور اچھی آواز کسی کی نہیں سنی۔ (بخاری و مسلم)

البتہ اگر وہاں کوئی شخص صلاۃ ادا کر رہا ہو یا سویا ہوا ہو اور بآواز بلند پڑھنے سے تشویش ہوتی ہو تو آہستہ پڑھے آپ ﷺ نے ایک گروہ سے فرمایا تم میں سے ہر ایک اللہ سے سرگوشی کر رہا ہے لہٰذا قرآن اونچی آواز میں پڑھ کر کوئی دوسرے کو خلل میں نہ ڈالے۔

۷۔ قرآن کی تلاوت ٹھہر ٹھہر کر کرنی چاہئے آپ کی قرأت سے متعلق حضرت ام سلمہ سے پوچھا گیا تو انہوں نے کہا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم ایک ایک آیت الگ الگ کر کے پڑھتے تھے۔ (احمد ابوداود، ترمذی)

۸۔ دوران تلاوت آیت سجدہ پر پہنچ کر باوضو حالت میں سجدہ کرنا چاہئے خواہ دن میں ہو یا رات میں اللہ اکبر کہہ کر سجدہ میں جائے اور سبحان ربی الاعلیٰ اور دیگر دعا پڑھے[1] پھر سجدہ سے بغیر تکبیر و سلام سر اٹھالے البتہ اگر یہ سجدہ اثناء صلاۃ میں ہو تو سجدہ جاتے وقت اور قیام کرتے وقت اللہ اکبر کہے حضرت ابوہریرہ فرماتے ہیں کہ آپ ہر خفض و رفع (اٹھتے گرتے) میں اللہ اکبر کہتے تھے۔ (مسلم)

الٰہی ہمیں ہمارے والدین اور تمام مسلمانوں کو اپنی رحمت سے بخش دے۔ (آمین)

---

[1] سجدۂ تلاوت کی دعائیں یہ ہیں: (۱) "سَجَدَ وَجْهِيَ لِلَّذِیْ خَلَقَهٗ وَشَقَّ سَمْعَهٗ وَبَصَرَهٗ بِحَوْلِهٖ وَقُوَّتِهٖ فَتَبَارَكَ اللّٰهُ اَحْسَنُ الْخَالِقِيْنَ" (۲) اَللّٰهُمَّ اكْتُبْ لِیْ بِهَا عِنْدَكَ اَجْراً وَاجْعَلْهَا لِیْ عِنْدَكَ ذُخْراً وَضَعْ عَنِّیْ بِهَا وِزْراً وَاقْبَلْهَا مِنِّیْ كَمَا قَبِلْتَ مِنْ عَبْدِكَ دَاوٗدَ"

چودھویں مجلس

صوم ختم کر دینے والی چیزیں

الحمد لله رب العالمين والصلاة والسلام على سيد المرسلين محمد وعلى آله وصحبه أجمعين ومن تبعهم باحسان الى يوم الدين وبعد.

بھائیو! اس مجلس میں ان اشیاء کا تذکرہ ہوگا جن سے صوم ختم ہو جاتا ہے وہ سات ہیں جو ذیل میں مذکور ہیں۔

۱۔ جماع سے صائم کا صوم ٹوٹ جائے گا خواہ واجب ہو یا نفل اگر مجامعت رمضان کے دن میں ہوئی ہے تو قضا کے ساتھ کفارہ دینا ہوگا خواہ یہ کفارہ ایک مومن غلام آزاد کرنے کی شکل میں ہو یا اس کی استطاعت نہ ہونے کی صورت میں مسلسل دو ماہ صوم رکھنے کی صورت میں ہو اگر مسلسل دو ماہ صوم رکھنے کی قدرت نہ ہو تو ساٹھ مسکین میں سے ہر ایک کو آدھا کلو دس گرام عمدہ گیہوں دینے کی صورت ہو جیسا کہ آپ ﷺ نے اس صحابی کو حکم دیا تھا جس نے رمضان میں بیوی سے ہمبستری کر لی تھی اور پھر آپ سے فتویٰ طلب کیا تھا۔ (بخاری و مسلم)

۲۔ منی کو قصداً خارج کرنا خواہ بوسہ دینے اور پکڑنے اور چھونے سے ہو یا مشت زنی سے کیونکہ اس طرح کی شہوت سے اجتناب رکھے بغیر صوم ہوگا ہی نہیں جیسا کہ حدیث قدسی ہے: میرے بندے نے کھانا پینا اور خواہشات میری وجہ سے ترک کیا ہے۔ (بخاری) اگر بوسہ و لمس سے انزال منی نہ ہو تو صوم باقی رہے گا جیسا کہ حضرت عائشہ مرفوعاً بیان کرتی ہیں آپ ﷺ صوم کی حالت میں بوسہ دینے (کپڑے کے اوپر سے) مباشرت کرتے تھے لیکن آپ ﷺ اپنی

نفسانی خواہش پر زیادہ قدرت رکھتے تھے۔(بخاری و مسلم) اگر بوسہ وغیرہ سے انزال منی یا جماع کا خدشہ ہو تو سد ذریعہ اور صوم کو فساد سے بچانے کے لئے بوسہ وغیرہ صائم کے لئے حرام ہے۔ جیسا کہ وضو کرنے والے کو ناک میں پانی چڑھانے میں مبالغہ کرنے سے منع واجب ہے تاکہ پانی پیٹ میں نہ پہنچ جائے اور صوم کو باطل کردے۔ البتہ اگر خروج منی احتلام یا صرف تخیل اور تصور کرنے کی وجہ سے ہو تو یہ شرعاً معاف ہے۔ آپ نے فرمایا اللہ تعالیٰ نے میری امت سے خواطر نفس (جی میں سوچنے) کو معاف کردیا۔ گرفت اس پر ہے کہ عملاً کر گزرے یا زبان سے ادا کردے۔

۳۔ کھانے پینے سے بھی صوم باطل ہو جائے گا فرمایا گیا۔

كُلُوْا وَاشْرَبُوْا حَتّٰى يَتَبَيَّنَ لَكُمُ الْخَيْطُ الْاَبْيَضُ مِنَ الْخَيْطِ الْاَسْوَدِ مِنَ الْفَجْرِ ثُمَّ اَتِمُّوا الصِّيَامَ اِلَى الَّيْلِ (البقرہ:۱۸۷) کھاؤ اور پیو یہاں تک کہ تاریکی سے صبح کی سفیدی نمودار ہو جائے پھر رات تک صوم مکمل کرو۔

واضح رہے کہ ناک میں دوا ڈالنا کھانے پینے کی طرح ہے لقیط بن صبرہ کو آپ ﷺ نے کہا اگر صوم سے نہ رہو تو ناک میں پانی چڑھانے میں مبالغہ کرو۔(بخاری، مسلم، نسائی) البتہ خوشبو سونگھنے سے صوم ختم نہ ہو گا کیونکہ خوشبو مجسم چیز نہیں ہے جو پیٹ میں داخل ہو سکے۔

۴۔ وہ چیزیں بھی مفطر صوم ہیں جو کھانے، پینے کے مقام و درجہ میں ہیں وہ دو طرح کی ہو سکتی ہیں۔

(الف) صائم کی کمزوری و نقاہت کی وجہ سے خون چڑھایا جائے تو اس سے صوم ٹوٹ جائے گا کیونکہ دواؤں سے اصل مقصود خون ہے۔ اور یہ خون چڑھانے سے حاصل ہو گا۔

(ب) طاقت بخش انجکشن بھی صوم کو توڑ دیتا ہے اس لئے کہ یہ کھانے پینے

کے درجہ میں ہے البتہ غیر طاقت بخش انجکشن خواہ گوشت میں دیا جائے یا رگوں میں اور گو اس کی حرارت حلق میں محسوس ہی کیوں نہ ہو یہ مفسد صوم نہ ہوگا۔

۵۔ پچھنا لگوانا بھی صوم توڑتا ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا پچھنا لگانے والا اور لگوانے والا دونوں اپنا صوم توڑ دیں۔ (احمد، ابوداؤد) پچھنا کے حکم میں رگ کھلوانا وغیرہ ہے جن کی تاثیر بدن پر پچھنا کی سی ہوتی ہے۔ بنابریں واجب صوم رکھنے والا شخص غیر اضطراری حالت میں اپنے خون کا ہدیہ نہ کرے صرف اضطراری صورت میں کرے۔ اور اس روز افطار کرلے اور پھر اس کی قضا کرلے علاوہ ازیں نکسیر ٹوٹنے یا کھانسی سے خون نکلنے یا بواسیر یا انجکشن وغیرہ سے خون نکلنے پر صوم نہیں ٹوٹے گا کیونکہ یہ نہ تو پچھنا لگانا ہے اور نہ ہی اس کا اثر بدن پر پچھنا جیسا ہوتا ہے۔

۶۔ قصداً قے کرنے سے صوم ٹوٹ جائے گا آپ ﷺ نے فرمایا جس پر قے غالب آجائے اس کو قضا نہیں ہے۔ البتہ جس نے قصداً قے کیا ہو اس پر صوم کا قضاء ہوگا۔ (ابوداؤد، ترمذی وغیرہ)

۷۔ حیض و نفاس کا آنا بھی ناقض صوم ہے آپ نے فرمایا کیا عورت ایام حیض میں صلاۃ و صوم ترک نہیں کردیتی ہے۔

اگر حیض و نفاس کا خون دن کے کسی حصہ میں حتیٰ کہ غروب آفتاب سے کچھ پہلے نظر آجائے تو صوم فاسد ہوجائے گا۔ لیکن اگر خون اترنے کا احساس ہو لیکن سورج ڈوبنے کے بعد خارج ہو تو اس دن کا صوم صحیح ہوگا۔

صائم پر یہ مذکورہ نواقض صوم بغیر عذر شرعی حرام ہے بشرطیکہ صوم وجوبی ہو خواہ صوم رمضان ہو یا صوم کفارہ و نذر لیکن اگر صوم غیر واجب ہو تو اگرچہ پورا کرنا افضل ہے لیکن بلا عذر توڑا جاسکتا ہے۔

الٰہی! ہمیں وقت کی قدر کرنے اور اس کو عمل صالح میں مشغول رکھنے کی توفیق مرحمت فرما۔ الٰہی! ہمیں اپنے نبی کی شفاعت اور حوض کوثر پر پہنچنے اور سیراب ہونے کی توفیق دے۔ (آمین)

پندرھویں مجلس

نواقض صوم سے صوم ٹوٹنے کی شرطیں

نیز صائم کیلئے مباح اشیاء

الحمد لله رب العالمين والصلاة والسلام على سيد المرسلين محمد وعلى آله وصحبه أجمعين ومن تبعهم باحسان الى يوم الدين وبعد۔

بھائیو! حیض ونفاس کے علاوہ بقیہ نواقض صوم سے صوم ختم ہونے کے لئے مندرجہ ذیل تین شرطیں ضروری ہیں ان شرطوں کے بغیر صوم باطل نہ ہوگا۔

ا۔ صوم توڑنے والی چیزوں کا استعمال علم وجانکاری سے کرنا، لاعلمی اور بھول کر استعمال کرنے سے صوم فاسد نہ ہوگا عام ازینکہ یہ جہالت حکم شرعی سے متعلق ہو "مثلاً آدمی یہ کہے کہ فلاں چیز مفسد صوم نہیں ہے پھر اسکو استعمال کرلے" یا وقت سے متعلق ہو مثلاً کوئی شخص فجر طلوع نہ ہوا سمجھ کر کھانا کھالے یا غروب آفتاب سمجھ کر افطار کرلے حالانکہ طلوع فجر ہو چکا ہے اور ابھی غروب نہیں ہوا ہے۔ فرمایا گیا: "وَلَيْسَ عَلَيْكُمْ جُنَاحٌ فِيمَا أَخْطَأْتُمْ بِهِ وَلَٰكِنْ مَا تَعَمَّدَتْ قُلُوبُكُمْ ۚ وَكَانَ اللَّهُ غَفُورًا رَحِيمًا ۝ (الاحزاب:۵)

غلطی سے کئے گئے اعمال پر تمہارا مؤاخذہ نہیں بلکہ مؤاخذہ جان بوجھ کر کئے ہوئے فعل پر ہے اللہ تعالیٰ غفور رحیم ہے۔

حضرت اسماء بنت ابی بکر رضی اللہ عنہما فرماتی ہیں کہ ہم لوگوں نے عہد نبوی میں ایک روز ابر آلود دن میں افطاری کرلی پھر سورج نکل آیا۔ (بخاری) اس روایت

میں حکم قضا کا تذکرہ نہیں ہے اگر آپ نے قضا کا حکم دیا ہو تا تو اس کی اہمیت کے پیش نظر ضرور نقل کیا جاتا۔

۲۔ ان اشیاء مذکورہ کا ارتکاب جان بوجھ کر کیا گیا ہو۔ بھول کر ارتکاب کر لینے سے صوم فاسد نہ ہوگا۔ حضرت ابوہریرہ مرفوعاً روایت کرتے ہیں: جس نے بحالت صوم بھول کر کھا پی لیا وہ اپنا صوم پورا کرے اس کو اللہ تعالیٰ نے کھلایا، پلایا ہے۔ (بخاری و مسلم)

اس روایت میں کھلانے پلانے کی نسبت اللہ تعالیٰ کی طرف کرنا اس بات کی دلیل ہے کہ اس پر بندے کا مواخذہ نہ ہوگا البتہ خود یاد آنے یا یاد دلانے پر چاہئے کہ مزید کھانے پینے سے رک جائے اور جو کچھ منہ میں موجود ہو اس کو اگل دے کیونکہ اب عذر باقی نہ رہا اور صائم کو کھاتے پیتے دیکھ کر تعاون علی البر کے تحت متنبہ کر دینا ضروری ہے۔

۳۔ مذکورہ مفسد صوم کا ارتکاب اختیار وارادہ کے تحت ہو جبر واکراہ سے استعمال کرنے پر صوم صحیح رہے گا اور اس کی قضا نہ کرنی ہوگی ارشاد باری ہے:

مَنْ كَفَرَ بِاللّٰهِ مِنْۢ بَعْدِ اِيْمَانِهٖٓ اِلَّا مَنْ اُكْرِهَ وَقَلْبُهٗ مُطْمَئِنٌّۢ بِالْاِيْمَانِ
(النحل:۱۰۶)

ایمان لانے کے بعد جس نے مجبوراً اللہ کا انکار کر دیا حالانکہ اس کا دل ایمان پر مطمئن ہے۔ ایک مرفوع روایت میں فرمایا گیا اللہ تعالیٰ نے میری امت سے بھول چوک اور جبر واکراہ کو معاف کر رکھا ہے۔ (ابن ماجہ بیہقی) لہٰذا اگر کسی شخص نے رمضان کے دنوں میں بحالت صوم اپنی بیوی سے زبردستی مجامعت کر لی تو دریں صورت عورت کا صوم باطل نہ ہوگا اور نہ ہی عورت پر قضا ہوگا لیکن اگر صوم نفل ہو اور شوہر کی اجازت حاصل کئے بغیر عورت رکھ رہی ہو تو شوہر جبر کر سکتا ہے اس کے علاوہ صوم وجوبی میں شوہر کیلئے جبر واکراہ جائز نہیں ہے۔ سرمہ لگانے، آنکھ میں دوا ڈالنے، کان میں دوا ٹپکانے، کسی زخم پر دوا لگانے سے صوم ختم نہ ہوگا اگرچہ ان کا

اثر حلق میں محسوس بھی کیوں نہ ہو کیونکہ یہ سب کھانے پینے یا اس کے قائم مقام نہیں ہیں۔ علامہ ابن تیمیہ رحمہ اللہ اپنے رسالہ "**حقيقة الصيام**" میں فرماتے ہیں۔ ان اشیاء کے مفسد صوم ہونے پر نہ تو قرآنی دلیل ہے اور نہ دلیل نبوی حالانکہ صوم دین کا ایک اہم جزء ہے جس کے متعلق ہر عام وخاص کو جانکاری رکھنا ضروری ہے اگر اللہ اور اس کے رسول نے انہیں مفسد صوم قرار دیا ہوتا تو آپ ﷺ بیان فرماتے اور دیگر اسلامی احکام کی طرح اس کو بھی صحابہ امت تک پہنچاتے لیکن اس کے متعلق کسی صحیح، ضعیف، مسند، مرسل روایت کا نہ ہونا اس کی دلیل ہے کہ آپ ﷺ نے انہیں مفسد صوم نہیں قرار دیا ہے اور ابوداؤد کی مرفوع روایت "**أمر بالاثمد المروح عند النوم وليتقه الصائم**" آپ ﷺ نے سوتے وقت اثمد (ایک طرح کا سرمہ) کی اجازت دی ہے جو کہ آرام دہ ہے اور صائم کو بچنے کا حکم دیا ہے۔ ضعیف ہے یحیٰی بن معین نے اسے منکر قرار دیا ہے۔ کھانا چکھنے بشرطیکہ حلق سے نیچے نہ اترے، خوشبو سونگھنے، کلی کرنے اور ناک میں ہلکا سا پانی ڈال کر جھاڑنے سے صوم نہیں ٹوٹتا نیز مسواک کرنے سے صوم ختم نہیں ہوتا بلکہ دن کے اوّل و آخر میں مسواک کرنا سنت ہے کیونکہ حدیث نبوی "اگر میں اپنی امت پر گراں محسوس نہ کرتا تو انہیں ہر صلاۃ کے وقت مسواک کا حکم دیتا" صائمین و غیر صائمین ہر ایک کے لئے عام ہے حضرت عامر بن ربیعہ فرماتے ہیں کہ میں نے آپ کو بے شمار مرتبہ صوم کی حالت میں مسواک کرتے دیکھا ہے۔ (احمد، ابوداود، ترمذی)

صائمین کو منجن استعمال کرنے سے پرہیز کرنا چاہئے کیونکہ تھوک کے ساتھ پیٹ میں چلے جانے کا خدشہ ہے جب کہ مسواک کے اندر اس کا امکان نہیں علاوہ ازیں پیاس یا گرمی کی تیزی کم کرنے کے لئے سر وغیرہ پر پانی ڈالا جا سکتا ہے۔ حضرت ابن عمر صوم کی حالت میں کپڑا تر کر کے جسم پر ڈال لیتے تھے۔ حضرت انس بحالت صوم گرمی محسوس ہوتی تو پتھر کاٹ کر بنائے گئے حوض میں بیٹھ جاتے تھے۔

الٰہی! ہمیں، ہمارے والدین اور تمام مسلمانوں کو بخش دے۔ (آمین)

سولھویں مجلس

زکوٰۃ

الحمد لله رب العالمین والصلاۃ والسلام علی سید المرسلین محمد وعلی آله وصحبه أجمعین ومن تبعهم باحسان الی یوم الدین وبعد۔

بھائیو! زکوٰۃ اسلام کا ایک اہم بنیادی رکن ہے جس کی فرضیت پر امت مسلمہ کا اجماع ہے اور دیدہ ودانستہ اس کی فرضیت کا منکر مرتد اور اس کی ادائیگی میں بخیلی ولاپرواہی کرنے والا مستحق عقاب قرار دیا گیا ہے۔ نیز قرآن وحدیث میں متعدد جگہ صلوٰۃ کے بعد ہی فوراً زکوٰۃ کا ذکر ہے اور ارشاد باری ہے: وَأَقِيمُوا الصَّلٰوةَ وَآتُوا الزَّكٰوةَ (المزمل:۲۰)

صلوٰۃ قائم کرو اور زکوٰۃ دو۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "اسلام کی بنیاد پانچ چیزوں پر رکھی گئی ہے توحید، صلوٰۃ قائم کرنا، زکوٰۃ دینا، صوم رکھنا، حج بیت اللہ کرنا"۔ (مسلم)

زکوٰۃ مندرجہ ذیل چار صورتوں میں واجب ہوتی ہے۔

(۱) زمین کی پیداوار خواہ غلہ ہو یا پھل، ارشاد باری ہے

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا أَنفِقُوا مِن طَيِّبَاتِ مَا كَسَبْتُمْ وَمِمَّا أَخْرَجْنَا لَكُم مِّنَ الْأَرْضِ (البقرہ:۲۶۷)

اے مومنو! اپنی پاک وصاف کمائی سے اور اس پیداوار سے جو ہم نے تمہارے لیے زمین سے اگایا ہے خرچ کرو۔ دوسری جگہ فرمایا وَآتُوا حَقَّهُ يَوْمَ حَصَادِهِ (الانعام:۱۴۱) فصل کٹتے ہی مال کا حق "زکوٰۃ" ادا کر دیا کرو۔

واضح رہے کہ زکوٰۃ کا وجوب نصاب زکوٰۃ ہونے کے بعد ہی ہوتا ہے پیداوار کے اندر زکوٰۃ اس وقت واجب ہوگی جب کہ پیداوار کی مقدار پانچ وسق ہو پس اگر مذکورہ مقدار کی پیداوار ایسی زمین سے ہو جس کی سینچائی صرف آسمانی بارش سے ہوئی ہو یا زمین تراوٹ والی ہو جس میں سینچائی کی ضرورت نہ ہوتی ہو تو اس پیداوار میں دسواں حصہ زکوٰۃ دینا ہوگا۔ لیکن اگر زمین کی سینچائی رہٹ یا دیگر آلات سے کی جاتی ہو تو بیسواں حصہ نکالنا ضروری ہے البتہ اس مذکورہ مقدار سے کم پیداوار کی صورت میں زکوٰۃ واجب نہ ہوگی۔ صاحب مال اگر نفلی طور پر کچھ دینا چاہے تو دے سکتا ہے۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "**لیس فی حب ولا ثمر صدقة حتی یبلغ خمسة اوسق**" (مسلم) پانچ وسق (۶ کنٹل ۱۲ کلو) سے کم پیداوار میں زکوٰۃ نہیں ہے۔ دوسری جگہ فرمایا "**فیما سقت السماء او کان عشریا العشر وفیما سقی بالنضح نصف العشر**" (بخاری) آسمانی بارش سے سیراب ہونے والی زمین یا تراوٹ والی زمین کی پیداوار میں دسواں حصہ اور پانی کھینچ کر سیراب کی گئی زمین میں بیسواں حصہ واجب ہوگا البتہ ساگ سبزی، پھل، لکڑی، اور سیب وغیرہ میں زکوٰۃ نہیں ہے ہاں ان چیزوں کی تجارت کی صورت میں اگر مقدار نصاب پر سال گزر جائے تو اس رقم پر زکوٰۃ ہوگی۔

(۲) غیر پروردہ اونٹ، گائے، بھیڑ، بکری جو دودھ اور افزائش نسل کے لیے رکھی گئی ہو نصاب زکوٰۃ کی حد میں داخل ہونے پر ان مذکورہ اشیاء میں زکوٰۃ واجب ہو جاتی ہے جس کسی کے پاس پانچ اونٹ یا تیس گائیں یا چالیس بکریاں موجود ہوں وہ شخص صاحب نصاب شمار ہوگا اور اس پر اونٹ کی موجودگی میں ایک اونٹ اور گائے کی موجودگی میں ایک گائے اور بکری کی موجودگی میں ایک بکری کی زکوٰۃ ضروری ہے البتہ گھر پر پالنے کی صورت میں زکوٰۃ نہ ہوگی۔ اگر خرید و فروخت یا بار برداری کے لیے یہ جانور رکھے گئے ہوں تو ان کی زکوٰۃ عام

تجارتی سامان کی طرح نکالنا ہو گا۔

(۳) سونا اور چاندی اگر مقدار نصاب کو پہنچ جائیں تو ان میں زکوٰۃ واجب ہو جائے گی خواہ درہم و دینار کی شکل میں ہو یا زیورات یا اپنی اصلی ہیئت میں ہو کسی کو منگنی دیا گیا ہو یا نہ دیا گیا ہو جیسا کہ حضرت عائشہ فرماتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میرے پاس آئے اور میرے ہاتھ میں چاندی کی ایک انگوٹھی دیکھ کر فرمایا یہ کیا ہے عائشہ؟ فرمایا کہ اس کو آپ کی خاطر زینت کے لیے تیار کرایا ہے، آپ نے فرمایا کہ اس کی زکوٰۃ دیتی ہو؟ کہا نہیں، آپ نے فرمایا کہ تجھے جہنم میں پہنچانے کے لیے یہ کافی ہے۔ (ابوداؤد، بیہقی)

واضح رہے کہ بیس دینار (۸۵ گرام) سونا یا پانچ اوقیہ (۵۹۵ گرام) چاندی ہو تو آدمی صاحب نصاب کہلائے گا اس سے کم کی صورت میں زکوٰۃ واجب نہ ہو گی مثلاً کسی کے پاس (۱۹) انیس دینار سونا ہو یا چار اوقیہ چاندی ہو تو اس پر زکوٰۃ فرض نہیں ہے۔ موجودہ کرنسی چونکہ چاندی کے قائم مقام ہے اس لیے حد نصاب کو پہنچنے پر اس میں بھی زکوٰۃ واجب ہو گی خواہ رقم اپنے پاس موجود ہو یا کسی کے پاس قرض ہو۔ سونا اور چاندی کے علاوہ بقیہ اور معدنیات میں زکوٰۃ نہیں ہو گی بشرطیکہ وہ تجارت کے لیے نہ ہو اگرچہ وہ زیادہ گراں اور قیمتی ہی کیوں نہ ہو۔

(۴) تمام سامان تجارت میں زکوٰۃ واجب ہے بشرطیکہ اس سامان کی مالیت حد نصاب کو پہنچ جائے اور اس پر سال مکمل ہو جائے پس اس نصاب پر سال پورا ہوتے ہی اس کی مالیت کا چالیسواں حصہ زکوٰۃ میں نکالا جائے۔

واضح رہے کہ قیمت لگاتے وقت تمام چھوٹے، بڑے سامان تجارت کا شمار کیا جائے پھر ان کی مجموعی رقم سے زکوٰۃ دی جائے اگر تمام کا احصاء دشوار ہو تو احتیاطاً اس مقدار کو مان کر زکوٰۃ ادا کی جائے جس سے عہدہ بر آ ہونا یقینی ہو۔ علاوہ ازیں کھانے، پینے، اوڑھنے، بچھانے و سواری وغیرہ انسانی ضرورت کی چیزوں میں زکوٰۃ نہیں ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مسلمان کے غلام اور گھوڑے میں

زکوٰۃ نہیں ہے۔ (بخاری ومسلم)

نیز کرایہ کے لیے مکانات وگاڑیوں میں بھی زکوٰۃ اس وقت ہوگی جب کہ ان کی قیمت نصاب زکوٰۃ کو پہنچ رہی ہو خواہ بذات خود نصاب تک پہنچ جائے یا دوسری چیز کے ساتھ منضم ہو کر پہنچے اور ساتھ ہی اس پر سال گزر جائے اس سے قبل اس میں زکوٰۃ واجب نہ ہوگی۔

بھائیو! اپنے مال میں زکوٰۃ خوشی خوشی ادا کیا کرو کیونکہ یہ غنیمت ہے تاوان نہیں، اس میں نفع ہے ٹوٹا نہیں اور زکوٰۃ کے مال کو اچھی طرح شمار کرو اور خرچ شدہ کی قبولیت اور باقی ماندہ میں برکت کے طالب رہو۔

سترھویں مجلس

مستحقین زکوٰۃ

الحمد لله رب العالمين والصلاة والسلام على سيد المرسلين محمد وعلى آله وصحبه أجمعين ومن تبعهم باحسان الى يوم الدين وبعد۔

بھائیو! اللہ تعالیٰ نے اپنے علم وحکمت، عدل ورحمت کے تحت زکوٰۃ کے مستحقین اور اس کے مصارف کا ذکر سورہ توبہ کی آیت "إِنَّمَا الصَّدَقَاتُ لِلْفُقَرَاءِ وَالْمَسَاكِينِ الخ "(التوبہ:۶۰) میں فرمادیا ہے جس سے تجاوز کرنا اللہ تعالیٰ کے منشاو مقصود کی مخالفت ہوگی کیونکہ مخلوق کی مصلحتوں کو اللہ تعالیٰ زیادہ جانتا ہے اللہ تعالیٰ نے ان مستحقین کو مندرجہ ذیل آٹھ گروپ میں تقسیم کردیا ہے۔

(۱،۲) وہ فقراء اور مساکین مستحق زکوٰۃ ہیں جن کے پاس نہ تو رقم موجود ہے اور نہ ہی کوئی مستقل تنخواہ یا کاروبار ہے اور نہ ہی کھیتی ہے جس سے ان کی اور اہل وعیال کی ضرورت پوری ہوسکے، لہٰذا ایسے لوگ مواسات وہمدردی اور مالی اعانت کے ضرورت مند ہیں۔ علماء کا کہنا ہے کہ انہیں اتنا دے دیا جائے کہ پورے سال کے لیے کفایت کرسکے نیز غریب طالب علم اور شادی کا ضرورت مند اور ایسا شخص بھی مستحق زکوٰۃ ہے جس کی تنخواہ اس کے لیے اور اس کے اہل وعیال کے لیے کافی نہ ہوتی ہو اور غیر ضرورت مند کو نہ صرف یہ کہ دینا ہی جائز نہیں بلکہ ضروری ہے کہ مانگتے وقت اس کو سمجھایا جائے اور سوال کرنے سے ڈرایا جائے۔ حضرت عبداللہ بن عمر مرفوعاً بیان کرتے ہیں کہ بلا ضرورت سوال

کرنے والا اللہ تعالیٰ سے اس حال میں ملاقات کرے گا کہ اس کے چہرہ پر گوشت نہ ہو گا۔ (بخاری و مسلم)

حکیم بن حزام ایک مرفوع حدیث میں بیان فرماتے ہیں کہ مال ایک کشش کی چیز ہے جس نے استغناء نفس سے لیا اللہ تعالیٰ کی طرف سے اس میں برکت نازل ہوتی ہے اور جس نے حرص و طمع سے اپنایا اس میں بے برکتی ہوتی ہے اور یہ ایسے شخص کے مانند ہوتا ہے جو کھاتا ہے لیکن آسودہ نہیں ہوتا۔ (بخاری)

نیز عبدالرحمٰن بن عوف سے مروی ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو شخص بھیک مانگنے کا دروازہ کھولتا ہے اللہ تعالیٰ اس کے لیے فقر و محتاجی کا دروازہ کھولتا ہے۔ (ترمذی)

اگر کوئی بھکاری بظاہر مالدار معلوم پڑتا ہو لیکن اس کی حالت نامعلوم ہو تو دریں صورت اس شخص کو زکوٰۃ دی جاسکتی ہے لیکن ساتھ ہی اس کو یہ بتا بھی دیا جائے کہ یہ رقم مالدار اور تندرست کے لیے جائز نہیں ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس دو بھکاری آئے آپ نے انہیں تندرست دیکھ کر فرمایا اگر تم چاہو تو تمہیں دے دوں لیکن یہ مالدار اور تندرست کمانے والے شخص کے لیے جائز نہیں ہے۔ (احمد، ابوداؤد، نسائی)

(۳) زکوٰۃ اکٹھا کرنے والے اور اس کی نگرانی اور تقسیم کرنے والے حضرات اگرچہ مالدار ہوں لیکن یہ لوگ اپنا حق المحنت رقم زکوٰۃ سے لے سکتے ہیں لیکن اگر کسی شخص نے اپنی زکوٰۃ تقسیم کرنے کے لیے کسی شخص کو متعین کردیا ہو تو وہ شخص اس رقم کا مستحق نہ ہوگا ہاں اگر اس نے امانت داری اور محنت سے تقسیم کیا ہے تو ثواب میں ضرور شریک رہے گا۔ حضرت ابوموسیٰ اشعری مرفوعاً بیان فرماتے ہیں کہ امانت دار مسلمان خازن حکم بموجب خوشی خوشی پورا پورا دینے والے کو بھی ایک صدقہ کرنے والا قرار دیا گیا ہے۔ (بخاری) لیکن بلا اجرت اگر تقسیم پر راضی نہ ہو تو صاحب مال کو چاہئے کہ زکوٰۃ کے علاوہ مال سے اس کو

اجرت دے دے۔

(۴) ضعیف الایمان کے ایمان کو راسخ و مضبوط اور فتنہ انگیز کے فتنہ کو ختم کرنے کے لیے بھی زکوٰۃ کی رقم دی جاسکتی ہے۔

(۵) وہ غلام جس نے اپنے مالک سے اپنی گلو خلاصی کی کتابت کرار کھی ہے یہ زکوٰۃ کی رقم اکٹھا کر کے مالک سے اپنے نفس کو آزاد کرا سکتا ہے نیز غلام خرید کر آزاد کرنا اور کسی مسلمان کو قید سے رہائی دینا یہ سب لفظ رقاب کے عموم میں داخل ہے۔

(۶) مقروض شخص اپنے قرض کی ادائیگی مال زکوٰۃ سے کر سکتا ہے خواہ لوگوں کے مابین صلح و شانتی کرانے میں مقروض ہوا ہو یا شر و فتنہ کے دبانے میں اپنی ذات کے لیے قرض لے رکھا ہو لیکن اپنے پاس ادائیگی کی کوئی صورت نہ ہو۔

(۷) اعلاء کلمۃ اللہ کی خاطر کی جانے والی جنگوں میں مجاہدین کو اسلحے اور دیگر جہادی ضروریات کو مال زکوٰۃ سے فراہم کیا جاسکتا ہے۔

(۸) ایسا مسافر جس کا سفر خرچ ختم ہو گیا ہو وہ اتنی مقدار میں زکوٰۃ لے سکتا ہے کہ اپنے شہر واپس پہنچ جائے اگرچہ یہ اپنے شہر کا مالدار اور قرض دینے والا ہی کیوں نہ ہو۔ لیکن اپنے ساتھ کچھ بھی بچار کھنا جائز نہیں ہے۔ تالیف قلوب کے علاوہ زکوٰۃ کی رقم نہ تو کافر کو دی جاسکتی ہے اور نہ ہی اس کے ذریعے وجوبی خرچ کو ساقط کیا جاسکتا ہے۔ مثلاً مہمان کو ضیافت کے بدلے زکوٰۃ یا بیوی کو نفقہ کے عوض زکوٰۃ دینا درست نہیں ہے۔ البتہ غیر وجوبی نفقہ میں "مثلاً بیوی، والدین، اقارب کے قرض کی ادائیگی" میں زکوٰۃ کی رقم لگائی جاسکتی ہے بشر طیکہ یہ لوگ ادا کرنے کی پوزیشن میں نہ ہوں۔ البتہ بیوی زکوٰۃ سے شوہر کا قرض ادا کر سکتی ہے۔ حضرت عبداللہ بن مسعود کی بیوی زینب ثقفیہ خدمت نبوی میں حاضر ہو کر عرض کرتی ہیں کہ اے اللہ کے رسول! آپ نے عورتوں کو صدقہ کا حکم دیا ہے میرے پاس کچھ زیورات ہیں جن کو میں صدقہ کرنا چاہتی ہوں میرے شوہر ابن مسعود خود اور اپنی اولاد کو زیادہ

مستحق بتاتے ہیں آپ نے فرمایا سچ کہہ رہے ہیں تمہاری اولاد اور تمہارا شوہر تمہارے صدقہ کے زیادہ محتاج ہیں۔(بخاری و مسلم)

زکوٰۃ کی نیت وارادہ سے کسی محتاج شخص کے قرض کو معاف کرنا جائز نہیں ہے کیونکہ زکوٰۃ میں لینااور دینا دونوں ضروری ہے فرمایا گیا مسلمان مالدار سے زکوٰۃ لی جائے اور غرباء ومساکین پر خرچ کردی جائے۔(الحدیث)اگر کسی شخص نے لاعلمی میں کسی مالدار کو اپنی زکوٰۃ دے دی تو اس کی زکوٰۃ ادا ہو جائے گی جیسا کہ حضرت ابوہریرہ مرفوعاً بیان کرتے ہیں کہ ایک صحابی نے صدقہ کیا اتفاقاً یہ صدقہ ایک مالدار شخص کے ہاتھ میں جا پہنچالوگ آپس میں کہنے لگے کہ صدقہ تو مالدار کے ہاتھ لگ گیا انہوں نے کہا الحمد للہ۔ان سے پوچھا گیا تو انہوں نے کہا ممکن ہے کہ اس سے وہ نصیحت پکڑے اور وہ بھی اللہ تعالیٰ کی دی ہوئی دولت کو خرچ کرنے لگے۔(بخاری و مسلم)

بھائیو!زکوٰۃ مقبول اسی وقت ہوگی جب فرمان الٰہی کے مطابق خرچ کی جائے لہٰذا تم یہ بات ذہن میں رکھو کہ تمہاری زکوٰۃ کا صحیح استعمال ہو تاکہ تم اپنے ذمہ سے بری ہو سکو اور تمہارا مال صاف ستھرا ہو اور تمہارا صدقہ قبول ہو۔ **وصلی الله علی نبینا محمد وعلی آله وصحبه اجمعین۔**

اٹھارھویں مجلس

جنگ بدر

الحمد لله رب العالمين والصلوٰة والسلام علی سید المرسلین محمد وعلى آله وصحبه أجمعين ومن تبعهم بإحسان إلى يوم الدين وبعد

بھائیو! اس ماہ رمضان میں اللہ تعالی نے مسلمان کی ایک عظیم جنگ میں مدد فرمائی اور اس دن کا یوم الفرقان نام رکھا دوسری ہجری ماہ رمضان میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ خبر لگی کہ ابوسفیان کافی ساز وسامان کے ساتھ شام سے مکہ کی طرف واپس ہو رہا ہے چونکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم اور مشرکین کے مابین کوئی عہد وپیمان نہ تھا انہوں نے مسلمانوں کو بے گھر کیا اور اسلامی کاز کو ٹھیس پہنچانے پر قائم رہے دریں صورت یہ مشرکین اس وقت اس بات کے مستحق ہوئے کہ ان کے ساتھ ایسا برتاؤ کیا جائے آپ صلی اللہ علیہ وسلم تین سو تیرہ صحابہ اور دو گھوڑے اور ستر اونٹ کے ساتھ اس قافلہ کو لوٹنے کے لیے نکل پڑے ان میں ستر مہاجر اور بقیہ سب انصار تھے۔ ان کا مقصد جنگ نہیں تھا لیکن اللہ تعالی نے بغیر میعاد اچانک مڈبھیڑ کرادی تاکہ مقصود الٰہی پورا ہو سکے ابوسفیان کو ان کی آمد کی خبر لگی تو اس نے قریش مکہ کے پاس ایک خبر دینے والے کو بھیج دیا اور خود عام راستہ چھوڑ کر ساحل سمندر کا راستہ اپنا کر نجات یاب ہو گیا۔ قریش خبر پاتے ہی بڑے بڑے رؤساء سو گھوڑے اور سات سو اونٹ اور ہزار شہسواروں کو لے کر اتراتے ہوئے پہنچے۔ ابوسفیان کو خبر ملی تو اس نے اپنی نجات یابی کی خبر کی اور کہا کہ آپ لوگ واپس آجائیں لڑائی کی ضرورت نہیں۔ ابو جہل نے کہا کہ ہم بدر میں

پہنچ کر تین دن قیام کریں گے اونٹ ذبح کر کے کھائیں گے، شراب نوشی ہو گی
تاکہ عرب سن کر ہم سے ہمیشہ کے لیے خائف ہو جائیں۔ آپ صلی اللہ علیہ
وسلم نے قریش کے نکلنے کی خبر پاکر صحابہ کرام کو جمع کر کے مشورہ فرمایا اور کہا کہ
اللہ تعالیٰ نے مجھ سے جنگ اور قافلہ میں ایک کا وعدہ فرمایا ہے یہ سن کر مقداد بن
اسود نے مہاجرین کی طرف سے اور سعد بن معاذ نے انصار کی طرف سے آپ کو
اطمینان دلایا اور کہا ہم سب پورے طور پر تیار ہیں آپ جو بھی حکم کرنا چاہیں
کریں مہاجرین و انصار کی اس بات سے آپ خوش ہوئے اور فرمایا کہ خوش ہو جاؤ
صنادید قریش کا مقتل مجھے دکھائی دے رہا ہے پھر اسلامی لشکر کو لے کر چشمۂ بدر
کے قریب اترے۔ حباب بن منذر نے کہا اے اللہ کے رسول! اگر یہاں پر نزول
حکم الٰہی کے تحت ہو تو ہم آگے یا پیچھے نہ ہوں لیکن اگر آپ نے اپنی رائے سے
منتخب فرمایا ہو تو چونکہ لڑائی دھوکا اور تدبیر کا نام ہے اس لیے یہاں سے ہٹ کر
قوم کے چشمہ کے پاس جاکر حوض بنالیں اور اس میں پانی جمع کر لیں تاکہ ہم لوگ
پئیں اور وہ نہ پی سکیں آپ نے اس رائے کو پسند فرمایا پھر وہاں سے ہٹ کر وادی
کے شمالی حصہ پر پڑاؤ ڈالا پھر بارش نازل ہوئی جو مشرکین مکہ کے لیے مصیبت
و پریشانی اور مومنوں کے لیے تطہیر و ثبات قدمی کا سبب ہوئی۔ میدان جنگ میں
ایک اونچے ٹیلہ پر آپ کے لیے خیمہ نصب تھا اس سے اتر کر آپ نے صف بندی
فرمائی آپ نے صحابہ اور قریش پر نگاہ ڈالی پھر اللہ تعالیٰ سے مدد طلب کی اللہ تعالیٰ
نے آپ کی دعا قبول فرمائی پھر دونوں فوجیں آمنے سامنے ہوئیں دونوں کے
مابین گھمسان کی جنگ چھڑی آپ صحابہ کو برابر آگے بڑھنے کی ترغیب فرماتے۔
حضرت عمیر بن الحمام چند کھجور ہاتھ میں لیے کھا رہے تھے پوچھا اے اللہ کے
رسول! جنت کا طول و عرض آسمان و زمین کے مانند ہے؟ آپ نے فرمایا جی ہاں
انہوں نے کہا کیا ہی خوب ہے اے اللہ کے رسول! اور کہا اگر ان کھجوروں کے
کھانے میں لگا رہا تو یہ لمبی زندگی ہو گی یہ کہہ کر کھجور پھینک دیئے اور لڑنے لگے

یہاں تک کہ شہید ہو گئے۔ (الحدیث) آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک مٹھی مٹی لی پھر مشرکین مکہ کی طرف پھینکا پھر وہ پیٹھ پھیر کر بھاگنے لگے۔ مسلمانوں نے ان کا پیچھا کیا ستر قتل کئے گئے اور ستر کو قیدی بنایا گیامقتولین میں سے ۲۴ سرداران قریش کو قلیب (گڈھا) بدر میں ڈالا گیا آپ ایک موقع پر صحابہ کے ساتھ ادھر سے گزرے تو ان کا نام لے کر پکارا اے فلاں! ابن فلاں کیا تمہارے لیے یہ خوش کن تھی کہ تم اللہ اور اس کے رسول کی اطاعت کیے ہوتے ہم نے وعدۂ الٰہی کو سچ پایا کیا تم بھی اپنے رب کے وعدہ کو سچ پائے؟ حضرت عمر نے فرمایا ان بے روح جسموں سے آپ کیا بات کرتے ہیں؟ آپ نے فرمایا: اللہ کی قسم! تم لوگ میری بات ان سے زیادہ نہیں سن رہے ہو۔

قیدیوں کے متعلق آپ نے صحابہ سے مشورہ فرمایا حضرت سعد بن معاذ نے فرمایا کہ یہ پہلا واقعہ ہے اور لڑائی میں قتل میرے نزدیک بہتر ہے۔ حضرت عمر نے فرمایا کہ ہم میں سے ہر ایک اپنے اپنے قریبی کی گردن مارے۔ حضرت علی کے حوالے عقیل کو اور میرے حوالے فلاں قریبی کو کیا جائے۔ حضرت ابو بکر نے فرمایا کہ یہ سب اپنے ہی عزیز ہیں انہیں فدیہ لے کر چھوڑ دیا جائے ممکن ہے کہ یہ ہدایت یاب ہو جائیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فدیہ کو ترجیح دی زیادہ تر لوگ چار ہزار سے ایک ہزار تک فدیہ دے کر رہائی حاصل کر لیے اور کچھ لوگ مدینہ کے بچوں کو لکھنا پڑھنا سکھانے پر اور کچھ مسلمان قیدیوں کے تبادلہ میں چھوڑ دیئے گئے اور کچھ لوگوں کو سخت اذیت رسانی کے سبب قتل کرا دیا گیا جبکہ کچھ کو مصلحتاً بغیر فدیہ رہا کر دیا گیا۔

اے مسلمانو! اپنے دین پر قائم رہو تاکہ دشمن پر تمہاری مدد ہو اور صبر و ثبات سے رہو تاکہ فلاح و بہبودی سے ہمکنار ہو سکو۔ وصلی اللہ علی نبینا محمد وعلی آلہ وصحبہ اجمعین۔

انیسویں مجلس

غزوہ فتح مکہ مکرمہ

الحمد لله رب العالمين والصلاة والسلام على سيد المرسلين محمد وعلى آله وصحبه أجمعين ومن تبعهم باحسان الى يوم الدين وبعد۔

بھائیو! جس طرح اس ماہ مبارک میں اللہ تعالی نے غزوۂ بدر میں اسلام اور مسلمانوں کی مدد فرمائی اسی طرح اسی مبارک مہینہ ۸ھ میں شہر مکہ کو کفر وشرک سے پاک وصاف فرماکر توحید اسلام کا جھنڈا بلند کیا، اور سارے بتوں کا خاتمہ فرما کر صرف ذات واحد کی عبادت کا حکم دیا اس عظیم جنگ کا پس منظر یہ ہے کہ ٦ھ میں صلح حدیبیہ کے موقع پر مسلمانوں اور اہل مکہ کے مابین یہ بات طے پائی تھی کہ جو قبیلہ اہل مکہ کا حلیف ہونا چاہئے ہو سکتا ہے اسی طرح جو مسلمانوں کا حلیف بننا چاہے بن سکتا ہے اس وقت بنو خزاعہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے حلیف اور بنو بکر قریش کے حلیف ہوگئے تھے۔ چونکہ ان دونوں قبیلوں کے مابین زمانۂ جاہلیت ہی سے قتل وخونریزی چلی آرہی تھی بنو بکر نے موقع کو غنیمت پاکر بنو خزاعہ پر حملہ کر دیا اور قریش نے اس میں اپنے حلیف بنو بکر کی خفیہ طور پر پوری مدد کی بنو خزاعہ نے آپ کو بنو بکر اور قریش کے موقف کی اطلاع دی آپ نے ان سے مدد کا وعدہ فرمایا ادھر قریش کو اپنی عہد شکنی کا احساس ہوا تو انہوں نے فوراً اپنے سردار ابوسفیان کو خدمت نبوی میں بھیجا کہ آپ جاکر عہد وپیمان میں پختگی اور مدت صلح میں اضافہ کی درخواست کریں ابوسفیان آئے اور اس موضوع پر آپ سے بات کرنی چاہی آپ نے کوئی جواب نہ دیا پھر حضرت ابو بکر وعمر کے پاس گئے انہوں نے بھی کوئی

بات نہیں کی پھر حضرت علی سے بات کی لیکن کوئی کامیابی نہیں ہوئی تو حضرت علی
کو مزید متوجہ کیا جس پر حضرت علی نے کہا کہ تم بنو کنانہ کے سردار ہو۔ جاؤ لوگوں
سے علانیہ پناہ طلب کرو کیونکہ میری نگاہ میں اس کے علاوہ کوئی دوسرا راستہ نہیں
ہے۔ پھر یہ ناامید ہو کر مکہ مکرمہ واپس آئے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور
حضرت ابو بکر، عمر و علی کے موقف کو بیان کیا لوگوں نے کہا علی نے تمہارا مذاق اڑایا
ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ کرام کو جہاد کی تیاری کا حکم دیا اور ارد گرد کے
قبائل بھی نکل پڑے شہر مدینہ پر حضرت عبداللہ بن ام مکتوم کو عامل مقرر فرما کر
تقریباً دس ہزار فوج لے کر نکل پڑے۔ مقام جحفہ میں آپ کے چچا عباس اور ابواء
میں آپ کے چچا ابوسفیان بن حارث اور پھوپھی زاد عبداللہ بن ابی امیہ سے ملاقات
ہوئی یہ سب اسلام لے آئے ابوسفیان بن حارث کے متعلق آپ نے فرمایا امید
ہے کہ یہ حضرت حمزہ کے قائم مقام ہوں پھر مکہ کے قریب جب مر الظہران میں
آپ پہنچے دس ہزار چولہے جلے اور حضرت عمر نگراں مقرر تھے حضرت عباس آپ
کے خچر پر سوار ہو کر آدمی کی تلاش میں تھے جو قریش کو جا کر خبر دے دے اور ان
سے کہہ دے کہ وہ آکر آپ سے امان لے لیں اور شہر مکہ میں جنگ نہ ہونے دیں۔
حضرت عباس نے چلتے ہوئے ابوسفیان بن حرب کی بدیل سے گفتگو سن لی اس نے
کہا آج رات جیسی آگ میں نے نہیں دیکھی ابوسفیان کی آواز کو حضرت عباس نے
پہچان لیا اور اس کو پکارا اے ابوالفضل یہ لوگوں کے درمیان آپ صلی اللہ علیہ وسلم
موجود ہیں اس نے کہا پھر کیا تدبیر کی جائے انہوں نے کہا میرے ساتھ سوار
ہو جایئے چل کر آپ سے امن مانگ لیں آپ کے پاس آئے آپ نے ابوسفیان
سے کہا کیا اب بھی اللہ کی وحدانیت کا علم نہیں ہوا۔ اس نے کہا اگر اس کے علاوہ کوئی
معبود ہوتا تو ضرور میری مدد کرتا پھر آپ نے فرمایا کیا میری رسالت کے اعتراف کا
وقت نہیں آیا ابوسفیان خاموش رہا حضرت عباس نے کہا تمہارے لیے ہلاکت ہو
اسلام لے آؤ محفوظ رہو گے پھر اس نے اسلام قبول کر لیا پھر آپ کے حکم کے

بموجب حضرت عباس ابوسفیان کو لے کر خطم جبل پہاڑی کے ناکے پر ٹھہرے ہر قبیلہ اپنے جھنڈے کے ساتھ گزر تا اور ابوسفیان کو حضرت عباس بتاتے جاتے پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم انتہائی تواضع کے ساتھ سر نیچے کئے ہوئے "انا فتحنا لك فتحا مبينا" (الفتح:۱) پڑھتے ہوئے مکہ میں داخل ہوئے آپ نے فوج کے ایک جہت پر خالد بن ولید اور دوسرے پر زبیر بن عوام کو متعین کیا اور فرمایا جو خانہ کعبہ میں داخل ہو جائے وہ مامون اور جو ابوسفیان کے گھر میں گھس جائے وہ مامون اور جس نے اپنے گھر کا دروازہ بند کر دیا وہ مامون پھر آپ نے مسجد حرام کا طواف کیا اور اس کے ارد گرد ۳۶۰ نصب کئے گئے بتوں کو گراتے اور "جاء الحق وزهق الباطل ان الباطل كان زهوقا" پڑھتے آگے بڑھے پھر خانہ کعبہ میں نماز ادا کی پھر خطاب کرتے ہوئے فرمایا! اے قریش اللہ تعالیٰ نے تم سے جاہلی نخوت اور آبائی عظمت و برتری کو ختم کر دیا ہے سبھی لوگ آدم سے پیدا ہوئے ہیں اور آدم کی پیدائش مٹی سے ہوئی ہے پھر فرمایا جاؤ تم سب آزاد ہو پھر دوسرے دن آپ نے مکہ کی عظمت اور حرمت پر خطبہ دیتے ہوئے فرمایا کہ کسی مسلمان کے لیے مکہ میں قتل و خونریزی جائز نہیں ہے اور نہ ہی اس کے حدود میں اگے ہوئے پودے کا کاٹنا جائز ہے میرے لیے اللہ تعالیٰ نے طلوع آفتاب سے عصر تک لڑائی کی اجازت دی تھی پھر پہلے کی طرح اس کی حرمت لوٹا دی جو لوگ موجود ہوں غیر موجود لوگوں کو بتادیں پھر آپ ۱۹ دن توحید و ایمان کی ترسیخ اور لوگوں سے بیعت کے لیے مکہ میں رکے رہے اور قصر کے ساتھ صلوٰۃ ادا کرتے رہے اس واضح فتح و کامرانی کے ذریعہ اللہ تعالیٰ نے مدد کی لوگ دین اسلام میں جوق در جوق داخل ہونا شروع ہوئے اور شہر مکہ اسلام اور توحید کا مرکز قرار پا گیا اور شرک و ظلمت کے بادل چھٹ گئے۔

الٰہی اس عظیم نعمت کی شکر گزاری کی توفیق دے اور ہر وقت، ہر جگہ امت اسلامیہ کی مدد فرما اور ہماری اور ہمارے والدین اور تمام مسلمانوں کی مغفرت فرما۔ (آمین)

بیسویں مجلس

نصرت ومدد کے حقیقی اسباب ووسائل

الحمد لله رب العالمين والصلاة والسلام على سيد المرسلين محمد وعلى آله وصحبه أجمعين ومن تبعهم باحسان الى يوم الدين وبعد۔

بھائیو! اللہ تعالیٰ نے اپنے وعدہ "**وكان حقا علينا نصر المؤمنين**" (الروم:۴۷) کے بموجب غزوۂ بدر، احزاب، فتح مکہ اور حنین وغیرہ میں مسلمانوں کی بھرپور مدد فرمائی کیونکہ یہ لوگ دین متین پر قائم رہے اور مدد ونصرت کے حقیقی ذرائع ووسائل اپنا رکھے تھے ان کے پاس عزم واستقلال تھا جس سے یہ دشمنوں پر حاوی وغالب تھے نیز انہوں نے ظاہری وباطنی قوتوں سے اپنے آپ کو تیار کر رکھا تھا جیسا کہ آیت کریمہ میں ان اوصاف حمیدہ کا ذکر فرمایا گیا ہے ارشاد باری ہے: وَلَيَنصُرَنَّ اللَّهُ مَن يَنصُرُهُ إِنَّ اللَّهَ لَقَوِيٌّ عَزِيزٌ ۝ الَّذِينَ إِن مَّكَّنَّاهُمْ فِي الْأَرْضِ أَقَامُوا الصَّلَاةَ وَآتَوُا الزَّكَاةَ وَأَمَرُوا بِالْمَعْرُوفِ وَنَهَوْا عَنِ الْمُنكَرِ وَلِلَّهِ عَاقِبَةُ الْأُمُورِ ۝ (الحج:۴۰،۴۱)

اللہ تعالیٰ ان لوگوں کی ضرور مدد کرے گا جو اس کے دین کی مدد کریں گے اللہ تعالیٰ قوی اور غالب ہے وہ لوگ جنہیں ہم زمین پر اگر غلبہ وسطوت دیدیں تو صلوٰۃ وزکوٰۃ کی پابندی کریں گے بھلائیوں کا حکم کریں گے اور برائیوں سے روکیں گے اور انجام کار اللہ کے ہاتھ ہے۔

اس آیت کریمہ میں ان خصائل حمیدہ کا ذکر کیا گیا ہے جن کو اپنا کر انسان

نصرت الٰہی کا مستحق قرار پاتا ہے وہ اوصاف مندرجہ ذیل ہیں:

(۱) زمین پر غلبہ و سطوت: یہ چیز دنیاوی جاہ ومال و مدح سرائی سے ہٹ کر ہر حال میں خالص توحید پرستی سے ہی حاصل ہو سکتی ہے اللہ نے فرمایا: وَعَدَ اللّٰهُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مِنْكُمْ وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ لَيَسْتَخْلِفَنَّهُمْ فِي الْاَرْضِ الخ "(النور:۵۵) اللہ تعالیٰ نے ان لوگوں سے جو ایمان لائے اور جنہوں نے نیک کام کئے زمین پر خلیفہ بنانے کا وعدہ کر رکھا ہے۔

(۲) صلوٰۃ کی ادائیگی اس کے ایمان و شروط و واجبات و مستحبات کے ساتھ کرنا اچھی طرح طہارت حاصل کرنا، رکوع و سجود اور قیام و قعود نیز وقت اور جمعہ و جماعت اور صلوٰۃ میں خشوع و خضوع کی محافظت کرنا کیونکہ خشوع صلوٰۃ کی روح ہے بغیر خشوع صلوٰۃ بے جان جسم کے مانند ہے۔ عمار بن یاسر سے مروی ہے: کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے میں نے سنا کہ آدمی واپس ہوتا ہے اور اس کے حق میں صلوٰۃ کا دسواں، نواں، آٹھواں، ساتواں، چھٹا، پانچواں، چوتھائی، تہائی اور آدھا ثواب لکھا جاتا ہے۔ (ابوداؤد، نسائی)

(۳) بطیب خاطر اللہ تعالیٰ کی رضاجوئی اور مال کی پاکی کے ارادہ سے بے کم وکاست مستحقین کو زکوٰۃ دینا۔

(۴) احیاء دین، حصول رضا و رحمت، اصلاح عباد کی نیت سے اللہ اور اس کے رسول کے تمام وجوبی و استحبابی فرمودات کی طرف رہنمائی کرنی کیونکہ ایک مومن دوسرے کے لیے سیسہ پلائی دیوار کے مانند ہے یہ خود اللہ کا مطیع و فرمانبردار ہونا اور اپنے دوسرے بھائی کو بھی اسی صفت سے متصف ہونا پسند کرتا ہے۔

(۵) عبادات و اخلاق و معاملات سے متعلق اللہ اور اس کے رسول کی طرف سے روکے گئے تمام چھوٹے بڑے گناہوں سے لوگوں کو باز رکھنا تاکہ دین الٰہی اور بندوں کی حفاظت اور تباہی و بربادی کے اسباب و وسائل سے بچاؤ ہو سکے۔ لہٰذا امر بالمعروف و نہی عن المنکر امت کی بقاء، عزت و اجتماعیت کی قوی اساسی بنیاد ہے اسی

لیے حسب استطاعت یہ دونوں چیزیں ہر مومن مرد اور مومنہ عورت پر فرض ہیں اور یہ وصف صرف اس امت محمدیہ کی خصوصیت رہی ہے اور امر بالمعروف ونہی عن المنکر نہ کرنے پر اللہ تعالیٰ نے لعنت بھیجی ہے اللہ نے فرمایا:

لُعِنَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا مِنْۢ بَنِيْٓ اِسْرَاۗءِيْلَ عَلٰي لِسَانِ دَاوٗدَ وَعِيْسَى ابْنِ مَرْيَمَ ۭ ذٰلِكَ بِمَا عَصَوْا وَّكَانُوْا يَعْتَدُوْنَ ۝ كَانُوْا لَا يَتَنَاهَوْنَ عَنْ مُّنْكَرٍ فَعَلُوْهُ ۭ لَبِئْسَ مَا كَانُوْا يَفْعَلُوْنَ (المائدہ:۷۸) حضرت داؤد اور عیسیٰ علیہما السلام کی زبانی کفار بنی اسرائیل پر نافرمانی اور ظلم وزیادتی کے سبب لعنت بھیجی گئی یہ لوگ غلط کاریوں سے ایک دوسرے کو منع نہیں کرتے تھے یہ بڑا ہی بُرا کام کرتے تھے۔

جس وقت ارشاد باری کے بموجب عزم واستقلال اور مادی قوت کے ساتھ یہ مذکورہ پانچوں اوصاف پائے جائیں گے اس وقت اللہ کے حکم سے مدد ضرور ہوگی اور ایسی مدد ہوگی جس کا تصور نہیں ہو سکتا ایں سبب ایک مومن کی نگاہ میں مادی طاقت طاقت باری کے مقابل کچھ بھی حیثیت نہیں رکھتی۔ قوم عاد نے اپنی طاقت پر غرور کیا اللہ تعالیٰ نے انہیں ایک آندھی سے برباد کردیا۔ فرعون اور اس کی قوم نے سر اٹھایا تو اللہ تعالیٰ نے انہیں غرق آب فرما کر حضرت موسیٰ اور ان کی قوم کو سلطنت عطا کی۔ قریش مکہ نے جب فخر وگھمنڈ کیا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاتھوں شکست خوردہ ہو کر تا قیامت لوگوں میں ذلیل ورسوا ہوئے۔

ہم مسلمان بھی اگر دور حاضر میں انہیں اسباب کو اپنائیں، دین پر ثابت قدم رہیں اور موجودہ جنگوں میں صداقت واخلاص کو لازم پکڑیں تو سلف صالحین کی طرح آج ہماری بھی مدد ہوگی کیونکہ فرمان باری ہے: "**ولن تجد لسنة الله تبديلا**" (الاحزاب:۶۲) اللہ کے طریقہ میں تبدیلی نہیں پاؤ گے۔

اے اللہ ہماری عزت وکرامت واعانت ونصرت اور اسلام کی سربلندی اور کفر وعصیان کی ذلت وبربادی کے اسباب ووسائل فراہم فرما۔ آمین

وصلى الله على نبينا محمد وعلى آله وصحبه أجمعين.

اکیسویں مجلس

رمضان کے آخری عشرہ کی فضیلت

الحمد لله رب العالمين والصلاة والسلام على سيد المرسلين محمد وعلى آله وصحبه أجمعين ومن تبعهم باحسان الى يوم الدين وبعد.

بھائیو! رمضان المبارک کے آخری عشرہ کی بڑی فضیلت کتب احادیث میں وارد ہیں اس کی خصوصیات میں سے چند ذیل میں مذکور ہیں۔

(۱) آپ صلی اللہ علیہ وسلم اس عشرہ اخیرہ میں اتنی عبادت، ریاضت کرتے تھے کہ دوسرے عشرہ میں اتنی حد تک نہیں کرتے تھے۔ (مسلم)

واضح رہے کہ عبادت سے مراد ہر طرح کی عبادت ہے خواہ صلوٰۃ ہو یا زکوٰۃ، تلاوت قرآن ہو یا ذکر و اذکار۔ چنانچہ آپ ان چند راتوں کو غنیمت سمجھ کر صلوٰۃ و ذکر میں خود بھی لگے رہتے اور اس کے لیے گھر والوں کو بھی بیدار کرتے تھے لہٰذا ایک مومن کو زیب نہیں دیتا کہ وہ اپنے اور اپنے اہل و عیال پر اس قیمتی وقت کو برباد کرے مگر افسوس کہ آج بہت سے مسلمان لہو لعب میں رات کا اکثر حصہ گزار دیتے ہیں اور جب قیام کا وقت آتا ہے تو جاکر سو جاتے ہیں اس طرح بڑے خیر و برکت سے محروم رہ جاتے ہیں۔

(۲) اعتکاف بیٹھنا یعنی طاعت الٰہی کیلیے فارغ ہو کر مسجد کو لازم پکڑنا آپ اور آپ کے صحابہ اور سلف صالحین کا اس پر عمل رہا ہے اور کتاب و سنت سے ثابت ہے۔ حضرت ابو سعید خدری فرماتے ہیں کہ آپ نے شب قدر کی تلاش میں رمضان کے پہلے عشرہ کا اعتکاف کیا پھر دوسرے عشرہ کا پھر آپ کو بتایا گیا کہ شب قدر آخری عشرہ میں ہوتی ہے لہٰذا تم میں سے جو اعتکاف کرنا چاہے وہ آخری عشرہ میں کرے۔ (مسلم)

حضرت عائشہ فرماتی ہیں کہ آپ اور آپ کے بعد ازواج مطہرات رمضان کے

آخری عشرہ میں اعتکاف کیا کرتے تھے۔(بخاری و مسلم)
آپ صلوٰۃ فجر پڑھ کر اعتکاف گاہ داخل ہو جاتے تھے لہٰذا ہر معتکف کو چاہیے کہ اعتکاف کے وقت لوگوں سے کٹ کر ذکر و تلاوت اور صلوٰۃ میں مشغول رہے دنیاوی بے کار چیزوں سے دور رہے البتہ مصلحتاً بیوی سے یا دوسرے لوگوں سے صحیح اور درست تھوڑی بات چیت کی جا سکتی ہے۔ حضرت صفیہ فرماتی ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم اعتکاف میں ہوتے، میں رات میں زیارت کے لیے آتی، کچھ دیر بات چیت کر کے جب واپس ہوتی تو پلٹانے کے لیے کچھ دور آپ بھی میرے ساتھ چلتے۔(بخاری و مسلم)
واضح رہے کہ معتکف کے لیے جماع اور بیوی کو شہوت سے چھونا، بوسہ دینا حرام ہے۔ البتہ ضرورت کے تحت جسم کے بعض حصوں کو نکالا جاسکتا ہے۔ حضرت عائشہ فرماتی ہیں کہ آپ حالت اعتکاف میں اپنا سر مسجد سے باہر نکالتے اور میں دھو دیتی تھی حالانکہ میں حیض سے ہوتی تھی۔(الحدیث)
علاوہ ازیں مسجد سے پورے جسم کو باہر نکالنے کی تین صورتیں ہو سکتی ہیں۔
(۱) انسانی ضروریات "مثلاً پیشاب، پاخانہ، ضروری وضو و غسل جنابت، کھانا، پینا وغیرہ" اگر مسجد میں انتظام نہ ہو تو ان کی تکمیل کے لیے باہر نکلا جاسکتا ہے لیکن اگر یہ سب چیزیں مسجد ہی کے اندر مہیا ہو سکیں تو مسجد سے باہر نہیں نکلنا چاہیے۔
(۲) کسی مریض کی عیادت یا جنازہ میں شرکت جیسے غیر واجب کار خیر کے لیے نکلنا جائز نہیں ہے لیکن اگر معتکف نے اعتکاف کرتے وقت ان دونوں باتوں کی شرط لگا رکھی ہو تو دریں صورت مسجد سے باہر نکلنے میں کوئی حرج نہیں ہے۔
(۳) اعتکاف کے منافی "مثلاً خرید و فروخت یا بیوی سے جماع وغیرہ" چیزوں کے لیے نکلنے سے اعتکاف ختم ہو جائے گا خواہ شرط لگا رکھی ہو یا نہ لگائی ہو۔
(۴) اس آخری عشرہ کی ایک فضیلت یہ بھی ہے کہ اسی میں شب قدر پائی جاتی ہے جس کی عبادت ہزار مہینے کی عبادت سے افضل قرار دی گئی ہے۔
الٰہی ہمیں دنیوی و اخروی صلاح کی توفیق مرحمت فرما اور ہماری اور ہمارے والدین اور تمام مسلمانوں کی اے ارحم الراحمین! مغفرت فرما۔(آمین)

بائیسویں مجلس

شب قدر اورعشر اواخر میں عمل وعبادت

الحمد لله رب العالمين والصلاة والسلام على سيد المرسلين محمد وعلى آله وصحبه أجمعين ومن تبعهم باحسان الى يوم الدين وبعد۔

بھائیو!اس متبرک عشرہ میں شب قدر ہوتی ہے جو خیر وبرکت کی رات کہلاتی ہے اسی رات قرآن کا نزول ہوا اور اسی رات پورے سال کی روزی، موت، خیر وشر، لوح محفوظ سے فرشتوں کے حوالہ کردیا جاتاہے اس مبارک رات کے متعلق ارشاد باری ہے: إِنَّا أَنزَلْنَاهُ فِي لَيْلَةِ الْقَدْرِ (الآیات) "یعنی ہم نے قرآن کو شب قدر میں نازل فرمایاہے، آپ کو معلوم ہے کہ شب قدر کیاہے؟ یہ ایک ایسی رات ہے جس کی عبادت ہزار ماہ سے افضل ہے اس رات حکم الٰہی سے رحمت کے فرشتے اور حضرت جبریل نازل ہوتے ہیں یہ رات مومنین کے لیے طلوع فجر تک امن وسلامتی کی رات ہوتی ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس رات کے متعلق فرمایا: جس نے ایمان واعتقاد، اخلاص ونیک نیتی سے اس رات قیام کرلیااس کے پچھلے گناہ(صغائر)معاف کردیئے جائیں گے۔(بخاری ومسلم)

اس رات کا وجود ماہ رمضان میں پہلی امتوں میں بھی تھااور تاقیامت اس امت میں رہے گا حضرت ابوذر فرماتے ہیں کہ اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم!لیلۃ القدر صرف رمضان میں ہو تاہے یا رمضان کے علاوہ بھی؟ آپ نے فرمایاکہ یہ صرف رمضان میں ہو تاہے پوچھاانبیاء کرام کی زندگی کے خاتمہ کے ساتھ شب قدر بھی اٹھالی گئی یا تاقیامت باقی رہے گی آپ نے فرمایایہ تاقیامت

رہے گی۔(احمد، نسائی)

بھائیو! یہ مبارک رات رمضان المبارک کے آخری عشرہ کی طاق راتوں میں منتقل ہوتی رہتی ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "**تحروا ليلة القدر في الوتر من العشر الاواخر من رمضان**" (بخاری) شب قدر کو رمضان کے آخری عشرہ کی طاق راتوں میں تلاش کرو۔ یہی قول اصح ہے جیسا کہ بخاری کی روایت "**التمسوها في تاسعة تبقى في سابعة تبقى في خامسة تبقى**" سے پتہ چلتا ہے۔ یوں تو مسلم کی روایت سے معلوم ہوتا ہے کہ شب قدر ستائیسویں رات کو ہونا زیادہ متوقع ہے۔

حضرت ابی بن کعب فرماتے ہیں کہ اللہ کی قسم میں وہ رات جانتا ہوں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہم لوگوں کو ستائیسویں رات میں قیام کرنے کا حکم دیا تھا۔ (مسلم)

بہر حال شب قدر ہر سال ایک ہی تاریخ میں نہیں ہوا کرتی بلکہ یہ مشیت الٰہی کے تحت رمضان کے آخری عشرہ کی طاق راتوں میں منتقل ہوتی رہتی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اس رات کو بندوں سے مخفی رکھا ہے تاکہ ان طاق راتوں میں آدمی صلوٰۃ، ذکر، دعا بکثرت کرے اور ایک حریص و متلاشی شخص کاہل و لاپرواہ شخص سے ممتاز ہو سکے۔ اللہ تعالیٰ نے اس رات کی علامتیں بعض بندوں پر کبھی کبھی واضح بھی فرمادی ہیں جیسا کہ آپ نے اس شب کی علامت یہ دیکھی کہ اس کی صبح میں کیچڑ میں سجدہ کر رہا ہوں چنانچہ اسی رات بارش ہوئی پھر صلوٰۃ فجر کیچڑ میں آپ نے ادا فرمائی۔

الٰہی ہمیں اپنی نعمت کی شکر گزاری اور حسن عبادت کی توفیق دے۔ ہمیں اپنا مطیع اور ولی بنالے ہمیں، ہمارے والدین اور تمام مسلمانوں کو بخش دے (آمین)

تیئیسویں مجلس

جنت کا بیان

الحمد لله رب العالمين والصلاة والسلام على سيد المرسلين محمد وعلى آله وصحبه أجمعين ومن تبعهم باحسان الى يوم الدين وبعد۔

بھائیو! اپنے رب کی مغفرت اور اس جنت کی طرف لپکو جس کی چوڑائی زمین و آسمان جیسی ہے جس میں ایسی چیزیں موجود ہیں جن کو نہ کسی آنکھ نے دیکھا اور نہ کسی کان نے سنا اور نہ ہی کسی انسان کے دل پر اس کا وہم گزرا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: "مَثَلُ الْجَنَّةِ الَّتِي وُعِدَ الْمُتَّقُونَ ۖ تَجْرِي مِن تَحْتِهَا الْأَنْهَارُ ۖ أُكُلُهَا دَائِمٌ وَظِلُّهَا" (الرعد: ۳۵) متقیوں سے وعدہ کی گئی جنت کی مثال یوں ہے جس کے نیچے نہریں جاری ہوں اور اس کے پھل اور سایے دائمی ہوں۔

دوسری جگہ فرمایا گیا" وَبَشِّرِ الَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ أَنَّ لَهُمْ جَنَّاتٍ تَجْرِي مِن تَحْتِهَا الْأَنْهَارُ ۖ كُلَّمَا رُزِقُوا مِنْهَا مِن ثَمَرَةٍ رِّزْقًا ۙ قَالُوا هَٰذَا الَّذِي رُزِقْنَا مِن قَبْلُ ۖ وَأُتُوا بِهِ مُتَشَابِهًا ۖ وَلَهُمْ فِيهَا أَزْوَاجٌ مُّطَهَّرَةٌ ۖ وَهُمْ فِيهَا خَالِدُونَ ﴿٢٥﴾ (البقرہ: ۲۵) ایمان و عمل صالح والوں کو خوشخبری دید یجئے کہ ان کے لیے ایسی جنتیں ہوں گی جن کے نیچے نہریں جاری ہوں گی جب انہیں کھانے کے لیے پھل دیئے جائیں گے تو وہ کہیں گے یہ تو ہم پہلے دیئے جا چکے ہیں اور انہیں روزی مشابہ انداز کی دی جائے گی اور اس میں ان کے لیے پاکیزہ بیویاں ہوں گی اور وہ اس میں ہمیشہ ہمیشہ رہیں گے۔

نیز فرمایا: مُّتَّكِئِينَ فِيهَا عَلَى الْأَرَائِكِ ۖ لَا يَرَوْنَ فِيهَا شَمْسًا وَلَا زَمْهَرِيرًا ﴿١٣﴾

(الدھر: ۱۳) جنتی لوگ تختوں پر ٹیک لگائے ہوں گے انہیں نہ گرمی لگے گی اور نہ ہی ٹھنڈک۔ الغرض جنت کی لذت اور عیش و عشرت کے متعلق قرآن کے اندر بے شمار آیتیں موجود ہیں یہاں بطور نمونہ چند ہی کا تذکرہ کیا جارہا ہے۔
ان آیات قرآنی کے علاوہ چند احادیث نبویہ بھی بطور نمونہ ملاحظہ فرمائیں۔

حضرت ابوہریرہ فرماتے ہیں کہ آپ نے فرمایا کہ جنت میں سو درجے ہیں جو مجاہدین کے لیے تیار کئے گئے ہیں ہر دو درجہ کے درمیان زمین و آسمان کا فاصلہ ہے۔ لہٰذا جب تم اللہ تعالیٰ سے مانگو تو جنت الفردوس مانگو جہاں سے جنت کی نہریں نکلتی ہیں جس کے اوپر عرش الٰہی ہے۔ (بخاری)

حضرت انس مرفوعاً بیان کرتے ہیں کہ جنت کی ایک قدم کی جگہ دنیا اور اس کی تمام چیزوں سے افضل و برتر ہے اگر جنت کی ایک حور دنیا کی طرف جھانک دے تو پوری دنیا روشن اور معطر ہو جائے اور ان کا دوپٹہ دنیا و مافیہا سے کہیں زیادہ بہتر ہے۔ (بخاری و مسلم)

نیز دوسری روایت میں فرماتے ہیں کہ جنت کے اندر ہر جمعہ کو ایک بازار لگے گا جس میں لوگ آئیں گے ایک شمالی ہوا چلے گی جو ان جنتیوں کے کپڑے اور چہروں سے ہو کر گزرے گی اس سے ان کے حسن و جمال میں اضافہ ہو گا جب اپنی بیویوں کے پاس لوٹ کر آئیں گے تو یہ ان سے کہیں گی واللہ ہمارے پاس سے جانے کے بعد تمہارا حسن و جمال بڑھ گیا ہے۔ (مسلم)

زید بن ارقم روایت کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے ایک جنتی کو سو آدمی کے برابر کھانے پینے و جماع و شہوت کی طاقت ہو گی ان کی قضاء حاجت یہ ہو گی کہ چمڑوں سے مشک جیسا پسینہ نکلے گا پھر ان کا پیٹ سمٹ جائے گا۔ (احمد، نسائی)

ابومالک اشعری فرماتے ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے: جنت میں ایسے کمرے ہوں گے جن کا باہر اندر سے اور اندر باہر سے دکھائی دے گا اللہ

تعالیٰ نے ان لوگوں کے لیے تیار کرر کھا ہے جو لوگوں کو کھانا کھلاتے اور صوم پہ مداومت کرتے اور اس وقت صلوٰۃ ادا کرتے ہیں جب کہ لوگ سوئے ہوئے ہیں۔(طبرانی)

حضرت ابو سعید خدری مرفوعاً بیان کرتے ہیں کہ جب جنتی جنت میں داخل ہو جائیں گے تو ایک اعلان کیا جائے گا کہ تم صحت مند رہو کبھی بیمار نہیں ہونا ہے، تم زندہ رہو کبھی مرنا نہیں ہے، تم جوان رہو کبھی بوڑھا نہیں ہونا ہے، تم خوش رہو کبھی غمگین نہیں ہونا ہے۔(مسلم)

اسی چیز کی خبر قرآن میں دی گئی ہے کہ جنتیوں سے کہا جائے گا کہ یہ جنت ہے جس کے تم وارث بنائے گئے ہو۔ یہ اس عمل کے بدلے میں ہے جو تم کرتے تھے۔(الاعراف:۴۳)

الٰہی ہمیں ہمیشگی کی جنت نصیب فرما اور ہم پر اپنی رضا نازل فرما اور اپنے چہرۂ انور کا دیدار اور ملاقات کا شوق عنایت فرما۔(آمین)

چوبیسویں مجلس

اہل جنت کی صفات

الحمد لله رب العالمين والصلاة والسلام على سيد المرسلين محمد وعلى آله وصحبه أجمعين ومن تبعهم باحسان الى يوم الدين وبعد:

بھائیو! جنت کی عیش و عشرت اور اس کی نعمت و خوش عیشی کو آپ پچھلی مجلس میں ملاحظہ کر چکے ہیں۔ ان نعمتوں کی طلب و جستجو اور اس تک پہنچنے کا راستہ خود اللہ تعالیٰ نے اپنی کتاب میں واضح کر دیا ہے جس کو اختیار کر کے انسان ان جنتی نعمتوں سے مستفید ہو سکتا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: وَسَارِعُوٓا إِلَىٰ مَغْفِرَةٍ مِّن رَّبِّكُمْ وَجَنَّةٍ عَرْضُهَا السَّمٰوٰتُ وَالْأَرْضُ أُعِدَّتْ لِلْمُتَّقِينَ ﴿١٣٣﴾ الَّذِينَ يُنفِقُونَ فِي السَّرَّآءِ وَالضَّرَّآءِ وَالْكٰظِمِينَ الْغَيْظَ وَالْعَافِينَ عَنِ النَّاسِ ۗ وَاللَّهُ يُحِبُّ الْمُحْسِنِينَ ﴿١٣٤﴾ وَالَّذِينَ إِذَا فَعَلُوا فَاحِشَةً أَوْ ظَلَمُوٓا أَنفُسَهُمْ ذَكَرُوا اللَّهَ فَاسْتَغْفَرُوا لِذُنُوبِهِمْ وَمَن يَغْفِرُ الذُّنُوبَ إِلَّا اللَّهُ وَلَمْ يُصِرُّوا عَلَىٰ مَا فَعَلُوا وَهُمْ يَعْلَمُونَ ﴿١٣٥﴾ (آل عمران: ۱۳۳-۱۳۵)

ان آیات میں اللہ تعالیٰ نے جنتیوں کے چند اوصاف ذکر کیے ہیں۔

(۱) متقین وہ لوگ ہیں جو مامورات کی بجا آوری اور منہیات سے اجتناب کے ذریعہ اپنے رب سے ڈرتے رہتے ہیں۔

(۲) وہ لوگ جو حکم الٰہی کے بموجب مستحقین پر خوشحالی و پریشان حالی میں صدقات و خیرات کرتے رہے نہ تو انہیں خوشحالی نے بخل و حرص پر ابھارا اور نہ ہی بدحالی نے ضروریات کو رکاوٹ مانا۔

(۳) وہ لوگ جو غصہ کو پی جانے والے ہیں نہ تو غصہ کی وجہ سے ظلم کرتے ہیں اور نہ حسد وکینہ رکھتے ہیں۔

(۴) وہ لوگ جو ظلم وزیادتی پر انتقام کی طاقت کے باوجود انہیں معاف کردیتے ہیں اللہ تعالیٰ کے فرمان: "**واللّٰہ یحب المحسنین**" کے اندر اسی احسان کو سراہا گیا ہے جس میں عفو درگذر مناسب موقع پر ہو، اب اگر عفو سے ظالم کے ظلم میں زیادتی واضافہ ہو تو یہ عفو نہ تو مستحسن ہوگا اور نہ ہی اس پر ثواب مترتب ہوگا۔

(۵) وہ لوگ جنہوں نے گناہ کبیرہ یا عام گناہ کا ارتکاب کیا پھر اللہ تعالیٰ کی عظمت ومغفرت کو یاد کرتے ہی اپنے گناہوں سے معافی مانگی تاکہ عیب پر پردہ پڑ جائے اور اس جرم پر مؤاخذہ نہ ہو۔

(۶) وہ لوگ جو علم ومعرفت ہو جانے کے بعد ارتکاب معصیت پر مستمر نہ رہنے والے ہیں بلکہ گناہ کا علم ہوتے ہی توبہ واستغفار کی طرف رجوع کرتے ہیں کیونکہ گناہ کا علم رکھ کر صغائر کا ارتکاب، مرتکب کو خطرناک مرحلہ تک پہنچادیتا ہے اور اس صغیرہ کو کبیرہ میں بدل دیتا ہے۔

دوسری جگہ اللہ تعالیٰ اہل جنت کے چند اوصاف یوں بیان کئے ہیں

قَدْ اَفْلَحَ الْمُؤْمِنُوْنَ ﴿۱﴾ الَّذِیْنَ هُمْ فِیْ صَلَاتِهِمْ خٰشِعُوْنَ ﴿۲﴾ وَالَّذِیْنَ هُمْ عَنِ اللَّغْوِ مُعْرِضُوْنَ ﴿۳﴾ وَالَّذِیْنَ هُمْ لِلزَّكٰوةِ فٰعِلُوْنَ ﴿۴﴾ وَالَّذِیْنَ هُمْ لِفُرُوْجِهِمْ حٰفِظُوْنَ ﴿۵﴾ اِلَّا عَلٰۤی اَزْوَاجِهِمْ اَوْ مَا مَلَكَتْ اَیْمَانُهُمْ فَاِنَّهُمْ غَیْرُ مَلُوْمِیْنَ ﴿۶﴾ فَمَنِ ابْتَغٰی وَرَآءَ ذٰلِكَ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْعٰدُوْنَ ﴿۷﴾ وَالَّذِیْنَ هُمْ لِاَمٰنٰتِهِمْ وَعَهْدِهِمْ رٰعُوْنَ ﴿۸﴾ وَالَّذِیْنَ هُمْ عَلٰی صَلَوٰتِهِمْ یُحَافِظُوْنَ ﴿۹﴾ اُولٰٓئِكَ هُمُ الْوٰرِثُوْنَ ﴿۱۰﴾ الَّذِیْنَ یَرِثُوْنَ الْفِرْدَوْسَ هُمْ فِیْهَا خٰلِدُوْنَ ﴿۱۱﴾

(۱) وہ لوگ جو اللہ تعالیٰ اور اس کے فرشتے، کتابوں، رسولوں، آخرت اور تقدیر پر زبان وعمل سے مکمل طور پر ایمان ویقین رکھنے والے ہیں۔

(۲) وہ لوگ جو ظاہر وباطن ہر طرح سے پورے خشوع وخضوع سے صلوٰۃ ادا

کرنے والے ہیں۔
(۳) جو لوگ اپنے وقت کی قدر کرتے ہوئے ہر طرح کے لغو و بیکار قول و فعل سے احتراز کرتے ہیں۔
(۴) جو لوگ زکوٰۃ کی ادائیگی کرنے والے ہیں خواہ مال کی زکوٰۃ ہو یا لغو قول و فعل سے نفس کا تزکیہ ہو۔
(۵) جو لوگ اپنی شرمگاہوں کو زنا، لواط جیسی معصیت اور اخلاقی سماجی گراوٹ سے حفاظت کرتے ہیں دراصل ملامت کا سبب یہی ہے لیکن اگر کوئی شخص اپنی نفسانی خواہشات کی تکمیل بیوی یا لونڈی سے کرے تو وہ قابل ملامت نہیں بلکہ اللہ تعالیٰ نے ایسے لوگوں کو ملامت کئے گئے گروپ سے علیحدہ کر رکھا ہے۔
واضح رہے کہ استمناء (مشت زنی) آیت "فمن ابتغی وراء ذالک الخ" کے عموم کے تحت حرام ہے۔
(۶) جو لوگ اپنی صلوٰۃ کو پورے شروط، ارکان اور واجبات کے ساتھ افراط و تفریط سے ہٹ کر ادا کرتے ہیں۔
ان مذکورہ اوصاف کے علاوہ بھی اللہ نے متعدد جگہ اہل جنت کے اوصاف ذکر کئے ہیں اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی مختلف حدیثوں کے اندر حصول جنت کے اسباب وذرائع بیان فرمائے ہیں ان میں سے بطور نمونہ چند یہاں ذکر کئے جارہے ہیں۔ حضرت ابو ہریرہ سے مروی ہے کہ آپ نے فرمایا جو شخص طلب علم کے لیے گھر سے نکلا اللہ تعالیٰ اس کے لیے جنت کا راستہ آسان فرمادیتا ہے۔ (مسلم) حضرت عمر مرفوعاً بیان کرتے ہیں کہ جس شخص نے اچھی طرح سے وضو کیا پھر "اشھد ان لا الہ الا اللّٰہ وحدہ لا شریک لہ واشھد ان محمدا عبدہ ورسولہ" کہا تو اس کے لیے جنت کے آٹھوں دروازے کھل جاتے ہیں جس دروازے سے چاہے داخل ہو۔ (مسلم)

حضرت ثوبان نے آپ سے کہااے اللہ کے رسول! مجھے جنت میں داخل ہونے والا کوئی عمل بتادیجئے آپ نے فرمایا سجدہ بکثرت کرو کیونکہ جو بھی سجدہ کرو گے اللہ تعالیٰ اس کے عوض درجہ بلند کرے گا اور ایک گناہ معاف کردے گا۔(مسلم)

حضرت ابو ہریرہ مرفوعاً بیان کرتے ہیں کہ ایک عمرہ دوسرے عمرہ تک کے لیے کفارہ ہوتا ہے اور حج مقبول کا بدلہ دخول جنت ہے۔(بخاری ومسلم)

حضرت جابر فرماتے ہیں کہ آپ نے فرمایا جس کے پاس تین بچیاں ہوں اور وہ ان بچیوں کی دیکھ بھال اور ان پر شفقت ومہربانی کرے تو اس کے لیے جنت قطعی ہے آپ سے پوچھا گیا اگر کسی کے پاس دو ہی بچیاں ہوں آپ نے فرمایا اگرچہ دو ہی ہوں۔ بعض نے کہا اگر آپ سے ایک کہا جاتا تو آپ فرماتے اگرچہ ایک ہی ہو۔(مسند احمد)

بھائیو! اس قسم کی متعدد حدیثوں میں دخول جنت کے بہت سے راستے بتائے گئے ہیں جنہیں اختیار کر کے جنت حاصل کی جاسکتی ہے اللہ تعالیٰ ہم سب کے لیے جنت کی راہ آسان فرمائے۔(آمین)

پچیسویں مجلس

جہنم کا بیان

الحمد لله رب العالمين والصلاة والسلام على سيد المرسلين محمد وعلى آله وصحبه أجمعين ومن تبعهم باحسان الى يوم الدين وبعد:

بھائیو! اللہ تعالیٰ نے اپنی کتاب میں جہنم اور اس کے دردناک عذاب سے بطور رحمت وشفقت ہم انسانوں کو خبردار کیا ہے تاکہ انہیں سن کر ہم خائف ہوں۔ یوم عذاب آنے سے قبل ہی اس کی طرف توجہ کر کے اس عذاب سے بچ سکیں۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

"وَاتَّقُوا النَّارَ الَّتِيٓ أُعِدَّتْ لِلْكٰفِرِيْنَ" (آل عمران:۱۳۱) اس آگ سے ڈرو جو کافروں کے لیے تیار کی گئی ہے۔ "وَسِيْقَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْٓا إِلٰى جَهَنَّمَ زُمَرًا حَتّٰىٓ إِذَا جَآءُوْهَا فُتِحَتْ أَبْوَابُهَا (الزمر:۷۱) کفار کو جب گروہ در گروہ ہنکا کر جہنم کو لے جایا جائے گا جہنم کے دروازے پر پہنچتے ہی اس کے دروازے کھول دیئے جائیں گے۔ وَمَآ أَدْرٰىكَ مَا سَقَرُ ۝ لَا تُبْقِيْ وَلَا تَذَرُ ۝ لَوَّاحَةٌ لِّلْبَشَرِ ۝ آپ کو معلوم ہے کہ سقر کیا ہے؟ یہ جہنم کا ایسا حصہ ہے جو کوئی چیز باقی نہ چھوڑے گا اور چمڑے ادھیڑ دے گا۔ (المدثر)

إِنَّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا بِاٰيٰتِنَا سَوْفَ نُصْلِيْهِمْ نَارًا كُلَّمَا نَضِجَتْ جُلُوْدُهُمْ بَدَّلْنٰهُمْ جُلُوْدًا غَيْرَهَا لِيَذُوْقُوا الْعَذَابَ (النساء:۵۶) جنہوں نے ہماری آیتوں کا انکار کیا ہے انہیں ہم جہنم میں ڈال دیں گے جب ان کے جسم کے چمڑے جل جائیں گے تو اس جگہ ہم نیا چمڑہ پیدا کر دیں گے تاکہ وہ عذاب کو

اچھی طرح چکھیں۔

يَٰٓأَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا قُوٓا أَنفُسَكُمْ وَأَهْلِيكُمْ
نَارًا وَقُودُهَا النَّاسُ وَالْحِجَارَةُ عَلَيْهَا مَلَٰٓئِكَةٌ غِلَاظٌ شِدَادٌ
لَّا يَعْصُونَ اللَّهَ مَآ أَمَرَهُمْ وَيَفْعَلُونَ مَا يُؤْمَرُونَ ۝ (التحریم:٦)

اے مومنو! اپنی ذات اور اپنے اہل و عیال کو اس جہنم سے بچاؤ جس کا ایندھن انسان اور پتھر (بت) ہوں گے جس پر انتہائی کڑے اور سخت فرشتے مقرر ہیں جو حکم الٰہی کو بجالاتے ہیں اور کبھی حکم عدولی نہیں کرتے۔

وَسُقُوا مَآءً حَمِيمًا فَقَطَّعَ أَمْعَآءَهُمْ ۝ (محمد:۱۵) جہنمیوں کو کھولتا ہوا پانی دیا جائے گا جس کو پینے کے بعد ان کی انتڑیاں ریزہ ریزہ ہو جائیں گی۔

وَيُسْقَىٰ مِن مَّآءٍ صَدِيدٍ ۝ يَتَجَرَّعُهُ وَلَا يَكَادُ يُسِيغُهُ وَيَأْتِيهِ الْمَوْتُ مِن كُلِّ
مَكَانٍ وَمَا هُوَ بِمَيِّتٍ ۖ وَمِن وَرَآئِهِ عَذَابٌ غَلِيظٌ ۝ (ابراہیم:١٦، ١٧)

جہنمیوں کو پیپ آمیز پانی پلایا جائے گا وہ نگلنا چاہیں گے لیکن نگل نہیں سکتے اور انہیں موت ہر طرف سے آگھیرے گی لیکن وہ مریں گے نہیں۔ علاوہ ازیں انہیں سخت عذاب سے دوچار ہونا ہوگا۔ ان آیات کریمہ کے علاوہ جہنم اور اس کے مختلف الانواع عذاب کے متعلق بہت سی حدیثیں موجود ہیں چند احادیث بطور نمونہ ذیل میں ذکر کی جارہی ہیں۔

☆ عبداللہ بن مسعود مرفوعاً بیان کرتے ہیں کہ بروز قیامت جہنم لائی جائے گی جس کے ستر ہزار لگام ہوں گے اور ہر لگام پر ستر ہزار فرشتے اس کو کھینچ رہے ہوں گے۔ (مسلم)

☆ حضرت ابوہریرہ مرفوعاً روایت کرتے ہیں آپ نے فرمایا کہ جہنم کی آگ دنیاوی آگ سے انہتر گنا زیادہ تیز ہوگی۔ (بخاری و مسلم)

☆ ابوہریرہ فرماتے ہیں کہ ہم لوگ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس تھے ہم نے ایک آواز سنی آپ نے پوچھا کہ جانتے ہو یہ کیا ہے؟ لوگوں نے کہا کہ اللہ اور

اس کے رسول زیادہ جانتے ہیں۔ آپ نے فرمایا یہ پتھر ہے جس کو ستر سال پہلے اللہ تعالیٰ نے جہنم میں پھینکا تھا جو اس وقت تہہ کو پہنچا ہے۔ (مسلم)

☆ حضرت ابن عباس مرفوعاً بیان کرتے ہیں کہ اگر زقوم کا ایک قطرہ روئے زمین پر گر جائے تو دنیا والوں کی زندگی تباہ و برباد ہو جائے۔ (نسائی، ابن ماجہ، ترمذی)

☆ نعمان بن بشیر مرفوعاً بیان کرتے ہیں: جہنمی کا سب سے ہلکا عذاب یہ ہوگا کہ اسے آگ کی دو جوتیاں پہنائی جائیں گی جس سے اس کا دماغ ہانڈی کی طرح کھولے گا اور وہ اسی کو سخت عذاب تصور کرے گا حالانکہ یہ بہت ہلکا عذاب ہوگا۔ (بخاری و مسلم)

☆ جابر بن عبداللہ روایت کرتے ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اللہ نے شرابی کو جہنمیوں کا پسینہ اور ان کا پیپ ولہو پلانے کا وعدہ کر رکھا ہے۔ (مسلم)

الٰہی ہمیں جہنم سے بچا اور اپنی رحمت سے متقیوں کا ٹھکانا نصیب فرما۔ ہمیں ہمارے والدین اور تمام مسلمانوں کو اپنی رحمت سے اے ارحم الراحمین بخش دے۔ (آمین)

چھبیسویں مجلس

جہنم تک پہنچانے والی چیزیں

الحمد لله رب العالمين والصلاة والسلام على سيد المرسلين محمد وعلى آله وصحبه أجمعين ومن تبعهم باحسان الى يوم الدين وبعد:

بھائیو! اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول نے دخول جہنم کے کچھ اسباب واضح فرمادیئے ہیں تاکہ لوگ خوف کھائیں اور ان اسباب سے اپنے آپ کو دور رکھیں عام ازیں کہ ان چیزوں کو اپنانے والا کافرو مرتد اور ہمیشہ جہنم میں رہنے والا قرار دیا گیا ہو یا ہمیشہ جہنم میں نہ رہنے والا فاسق وفاجر شمار کیا گیا ہو۔

ذیل میں چند ان اسباب کا ذکر کیا جارہا ہے جن کو اختیار کرنے سے آدمی کافر و مرتد اور دائمی جہنمی قرار دیا جائے گا۔

(۱) اللہ تعالیٰ کی ربوبیت، الوہیت اور اس کے تمام اسماء وصفات میں دوسرے کو شریک وساجھی قرار دینا موجب جہنم ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:
إِنَّهُ مَنْ يُشْرِكْ بِاللَّهِ فَقَدْ حَرَّمَ اللَّهُ عَلَيْهِ الْجَنَّةَ وَمَأْوَاهُ النَّارُ وَمَا لِلظَّالِمِينَ مِنْ أَنْصَارٍ ﴿۷۲﴾ (المائدہ: ۷۲)

(۲) اللہ تعالیٰ، فرشتوں، آسمانی کتابوں، رسولوں، یوم آخرت اور تقدیر میں سے کسی ایک کا بھی کلی طور پر انکار یا اس میں شک وشبہ کرنے سے آدمی کافر شمار ہوگا۔ اللہ نے فرمایا: إِنَّ الَّذِينَ يَكْفُرُونَ بِاللَّهِ وَرُسُلِهِ وَيُرِيدُونَ أَنْ يُفَرِّقُوا بَيْنَ اللَّهِ وَرُسُلِهِ وَيَقُولُونَ نُؤْمِنُ بِبَعْضٍ وَنَكْفُرُ بِبَعْضٍ وَيُرِيدُونَ أَنْ يَتَّخِذُوا بَيْنَ ذَٰلِكَ سَبِيلًا ﴿۱۵۰﴾ أُولَٰئِكَ هُمُ الْكَافِرُونَ حَقًّا ۚ وَأَعْتَدْنَا لِلْكَافِرِينَ عَذَابًا مُهِينًا ﴿۱۵۱﴾

(النساء:۱۵۰۔۱۵۱) جو لوگ اللہ اور اس کے رسولوں کا انکار کرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ ہم بعض پر ایمان لاتے اور بعض کا انکار کرتے ہیں اور وہ اسی کو راہ اعتدال تصور کرتے ہیں در حقیقت یہی لوگ کافر ہیں۔ اور کافروں کے لیے ہم نے دردناک عذاب تیار کر رکھا ہے۔

(۳) ارکان خمسہ (توحید و رسالت، صلوٰۃ، زکوٰۃ، صوم، حج) کا عمومی طور پر یا کسی ایک رکن کا انکار کرنے والا کافر شمار ہوگا۔ نیز شرک، قتل، زنا و لواط وغیرہ کی حرمت کا منکر کافر و خارج از اسلام قرار دیا جائے گا بشرطیکہ اس کے اسلام لانے کا زمانہ قریب ہی نہ ہو۔

(۴) اللہ تعالیٰ اس کے رسول اور دین و شریعت کا استہزاء و مذاق موجب کفر ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے "**قُلْ اَبِاللّٰهِ وَآيَاتِهٖ وَ رَسُوْلِهٖ كُنْتُمْ تَسْتَهْزِءُوْنَ لَاتَعْتَذِرُوْا قَدْ كَفَرْتُمْ بَعْدَاِيْمَانِكُمْ**" (التوبہ:۶۵) آپ فرما دیجئے کہ تم اللہ اور اس کی آیتوں اور اس کے رسول کا استہزاء کرتے تھے تم عذر نہ پیش کرو تم نے ایمان لانے کے بعد کفر کا ارتکاب کر رکھا ہے۔

(۵) اللہ تعالیٰ اس کے رسول اور دین اسلام میں نقص و عیب نکالنا، اور انکا تذکرہ ایسے الفاظ سے کرنا جس سے اہانت و تنقیص ہوتی ہو۔

(۶) قانون الٰہی کے علاوہ قانون کو حق سے قریب تر اور مخلوق کے مناسب قرار دے کر انسانی قانون کو اپنانا اور قانون الٰہی کو ٹھکرا دینا موجب کفر ہے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے "وَمَنْ لَّمْ يَحْكُمْ بِمَآ اَنْزَلَ اللّٰهُ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْكٰفِرُوْنَ ۝" (المائدہ:۴۴) جن لوگوں نے اللہ کے نازل کردہ حکم کے بموجب فیصلہ نہیں کیا وہی لوگ کافر ہیں۔

(۷) نفاق یعنی ظاہری قول و فعل سے اسلام کا اظہار اور قلبی طور پر اس کا انکار کرنا کفر صریح سے زیادہ خطرناک اور ضرر رساں ہے اسی لیے ان کی سزا بھی کافروں سے سخت متعین کی گئی ہے۔ فرمایا گیا: اِنَّ الْمُنٰفِقِيْنَ فِى الدَّرْكِ

الْاَسْفَلِ مِنَ النَّارِ وَلَنْ تَجِدَ لَهُمْ نَصِيْرًا (النساء:۱۴۵) بے شک منافقین جہنم کے نچلے طبقے میں ہوں گے ان کا کوئی معین و مددگار نہ ہوگا۔

نفاق کی بہت سی علامتیں ہیں جن میں چند ذیل میں ذکر کی جارہی ہیں:

(۱) اللہ کی طرف سے نازل کردہ حکم میں شک و شبہ کرنا اگرچہ لوگوں پر وہ اپنے کو مومن ہی کیوں نہ ظاہر کرے۔

(۲) اللہ اور اس کے رسول کے فیصلہ کو ناگوار سمجھنا۔

(۳) اسلام کے غلبہ اور اہل اسلام کی مدد کو ناپسند کرنا اور ان کی اعانت و مدد نہ ہونے پر خوش ہونا۔

(۴) مسلمانوں کے مابین فساد و تفرقہ ڈالنا اور اس فعل قبیح کو پسند کرنا۔

(۵) دشمنان اسلام سے محبت کرنی اور ان کے اسلام مخالف نظریات کی مدح سرائی اور نشر و اشاعت کرنی۔

(۶) مومنوں کی عبادت میں عیب نکالنا اور ان کی بدگوئی کرنی۔

(۷) مسلمانوں کی دعوت و تبلیغ میں شک کرنا اور اس کو حقیر سمجھ کر اعراض کرنا۔

(۸) صلوٰۃ کو گراں محسوس کرنا اور اس سے لاپرواہی کرنی۔

(۹) اللہ اور اس کے رسول اور مسلمانوں کو ایذاء پہنچانا۔

الٰہی ہمیں نفاق سے بچا اور اپنی مرضی کے مطابق ایمان کی توفیق دے اور میری اور میرے والدین اور تمام مسلمانوں کی مغفرت فرما (آمین)

ستائیسویں مجلس

دخول جہنم کے اسباب

الحمد لله رب العالمين والصلاة والسلام على سيد المرسلين محمد وعلى آله وصحبه أجمعين ومن تبعهم باحسان الى يوم الدين وبعد:

بھائیو! گزشتہ مجلس میں چند ایسے اسباب کا ذکر کیا جا چکا ہے جن کے ارتکاب پر آدمی کافر اور دائمی جہنمی قرار دیا گیا ہے اس مجلس میں ان اسباب کا تذکرہ ہوگا جن کا مرتکب کافر نہیں بلکہ فاسق و فاجر اور جہنم میں ہمیشہ نہ رہنے والا شمار کیا گیا ہے۔

(۱) والدین سے صلہ رحمی ختم کر لینا اور قول یا عمل سے انہیں ایذاء و تکلیف پہنچانا اللہ نے فرمایا فَلَا تَقُلْ لَّهُمَآ اُفٍّ وَّلَا تَنْهَرْهُمَا وَقُلْ لَّهُمَا قَوْلًا كَرِيْمًا ﴿۲۳﴾ (الاسراء: ۲۳) والدین کو نہ تو اف کہو اور نہ جھڑ کو اور ان سے نرم لہجہ میں گفتگو کرو۔ آپ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے شرابی، والدین کے نافرمان اور دیوث پر جنت حرام کر دی ہے۔

(۲) اعزہ و اقارب سے تعلقات کو ختم کر دینا۔ آپ نے فرمایا کہ قطع تعلق کرنے والا جنت میں داخل نہ ہوگا۔ (بخاری و مسلم) افسوس کہ آج بہت سے لوگ والدین اور اقرباء کے حقوق سے لاپرواہی کرتے ہیں اور وجہ یہ بیان کرتے ہیں کہ وہ صلہ رحمی خود بھی نہیں کرتے حالانکہ یہ عذر معقول نہیں ہے کیونکہ صلہ رحمی کے عوض صلہ رحمی کرنا اخلاص و رضاء الٰہی کے تحت نہیں ہوا کسی عوض کے لیے صلہ رحمی کرنا در اصل صلہ رحمی نہیں ہے بلکہ کٹے ہوئے تعلقات کو جوڑنا حقیقی صلہ رحمی ہے (بخاری)

(۳) سود خوری جیسا کہ ارشاد باری ہے: يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَاْكُلُوا

الرِّبٰوٓا اَضْعَافًا مُّضٰعَفَةً (آل عمران: ۱۳۰) اے مومنو! کئی گنا اضافہ کے ساتھ سود مت کھاؤ۔ دوسری جگہ فرمایا" اَلَّذِیْنَ یَاْکُلُوْنَ الرِّبٰوا لَا یَقُوْمُوْنَ اِلَّا کَمَا یَقُوْمُ الَّذِیْ یَتَخَبَّطُهُ الشَّیْطٰنُ مِنَ الْمَسِّ (البقرہ: ۲۷۵) سود خور شیطان زدہ شخص کے مانند لڑکھڑاتے اٹھیں گے یہ اس لیے کہ وہ کہتے ہیں سود خرید و فروخت کی طرح ہے حالانکہ اللہ تعالیٰ نے خرید و فروخت کو حلال اور سود کو حرام قرار دیا ہے۔

(۴) یتیموں کا مال کھانا اور اس کو ضائع و برباد کرنا۔ فرمایا اِنَّ الَّذِیْنَ یَاْکُلُوْنَ اَمْوَالَ الْیَتٰمٰی ظُلْمًا اِنَّمَا یَاْکُلُوْنَ فِیْ بُطُوْنِهِمْ نَارًا وَسَیَصْلَوْنَ سَعِیْرًا جو لوگ یتیموں کا مال ناحق کھاتے ہیں وہ اپنا پیٹ انگاروں سے بھرتے ہیں اور عنقریب وہ جہنم رسید ہوں گے۔ (النساء: ۱۰)

(۵) جھوٹی گواہی دینی جیسا کہ ارشاد نبوی ہے کہ جھوٹی گواہی دینے والے شخص کا قدم نہیں ٹل سکتا یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ اس کے لیے جہنم واجب کر دے گا۔ (ابن ماجہ، حاکم)

(۶) رشوت خوری کرنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا رشوت دینے والا اور رشوت لینے والا دونوں جہنمی ہیں۔ (طبرانی)

واضح رہے کہ اپنا حق لینے یا ظلم کا دفاع کرنے کے لیے دینار شوت نہیں ہے بلکہ ناحق فیصلہ دینے اور غلط چیز پر مدد ملنے کے لیے دی گئی رقم کو رشوت کہا جاتا ہے۔

(۷) جھوٹی قسم کھا کر اپنے دعوا کے مطابق فیصلہ لینا یا جھوٹی قسم کے ذریعہ مدعی کا انکار کر کے اپنے کو بری قرار دینا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس نے جھوٹی قسم کھا کر اپنے بھائی کا مال اپنا لیا اس کا ٹھکانا جہنم ہے۔ (احمد، حاکم)

(۸) ظلم و میلان اور لا عملی کے باوجود لوگوں کے مابین فیصلہ کرنا حضرت بریدۃ بن حصین مرفوعاً بیان کرتے ہیں جج تین طرح ہوتے جن میں ایک جنتی اور دو جہنمی ہوں گے جنتی وہ ہو گا جس نے حق و صحیح کا علم رکھا پھر اس کے مطابق

فیصلہ دیا۔ اور جس نے صحیح بات کا علم رکھا لیکن فیصلہ میں زیادتی کی یا لوگوں کے درمیان بلاعلم فیصلہ کیا یہ دونوں حضرات جہنمی ہیں۔ (ابو داؤد، ترمذی، ابن ماجہ)

(۹) قوم کی خیانت اور ان کی بدخواہی کرنی جیسا کہ معقل بن یسار مرفوعاً بیان کرتے ہیں کہ جس شخص کو اللہ تعالیٰ نے کسی قوم کا حاکم بنایا اس نے قوم کی تادم حیات خیانت کی اللہ تعالیٰ نے ایسے حاکم پر جنت کو حرام کر دیا ہے۔ (بخاری و مسلم)

(۱۰) انسان یا حیوان کی تصویر کھینچنا جیسا کہ حضرت ابن عباس فرماتے ہیں کہ آپ کو فرماتے ہوئے میں نے سنا کہ تمام تصویر کھینچنے والے جہنمی ہیں ہر تصویر کی جگہ اس کو روح ملے گی پھر وہ اسے جہنم میں سزا دے گی۔ (مسلم) جمہور علماء کے نزدیک درخت، پودا، پھل الغرض غیر ذی روح کی تصویر میں کوئی حرج و مضائقہ نہیں ہے البتہ کچھ علماء نے مطلقاً منع کیا ہے اور بخاری کی مرفوع روایت "**ومن اظلم ممن ذهب يخلق كخلقي**" کو دلیل بنایا ہے۔

(۱۱) بخیل، متکبر و مغرور، حق کو کچل دینے والا، تواضع نہ اپنانے والا، ناحق تشدد پسند بھی فسق کا شکار ہونے کی وجہ سے جہنم میں جائے گا جیسا کہ حارثہ بن وہب مرفوعاً بیان کرتے ہیں کہ "**الا اخبركم باهل النار كل عتل جواظ، مستكبر**" (بخاری و مسلم) کیا تمہیں اصلی جہنمی کو نہ بتاؤں وہ ناحق متشدد، بخیل اور متکبر غیر متواضع لوگ ہیں۔

(۱۲) کھانے پینے میں سونا اور چاندی کا برتن استعمال کرنا خواہ استعمال کرنے والا مرد ہو یا عورت جیسا کہ فرمان نبوی ہے جو شخص کھانے پینے میں سونا چاندی کا برتن استعمال کرتا ہے وہ اپنے پیٹ میں جہنم کا انگارہ داخل کرتا ہے۔ (مسلم)

بھائیو! اسباب جہنم سے بچو اور ایسے وسائل اور اسباب اختیار کرو جن سے جنت حاصل ہو اور اپنے رب سے تاحیات حق پر ثابت قدمی کی دعا کرو کہ الٰہی حق پر ثابت رکھ اور اسی پر موت دے اور ہمیں ہمارے والدین اور تمام مسلمانوں کو بخش دے۔ (آمین)

اٹھائیسویں مجلس

صدقۂ فطر

الحمد لله رب العالمين والصلاة والسلام على سيد المرسلين محمد وعلى آله وصحبه أجمعين ومن تبعهم باحسان الى يوم الدين وبعد:

بھائیو! رمضان المبارک کے اختتام پر اللہ تعالیٰ نے صلوٰۃ عید سے پہلے تم پر صدقۂ فطر ضروری قرار دیا ہے جس کی مشروعیت و حکمت اور اس کے جنس و مقدار و وقت وجوب وغیرہ کے متعلق اس مجلس میں عنقریب گفتگو ہو گی آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے صدقۃ الفطر ہر چھوٹے بڑے مرد، عورت، آزاد، غلام مسلمان پر فرض کیا ہے اور آپ کا فرض کردہ حکم امر الٰہی جیسا ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: "وَمَآ اٰتٰىكُمُ الرَّسُوْلُ فَخُذُوْهُ ۚ وَمَا نَهٰىكُمْ عَنْهُ فَانْتَهُوْا" (الحشر:۷) رسول جو کچھ تمہیں دیں اس کو لازم پکڑ لو اور جس سے منع فرمائیں اس سے رک جاؤ۔ صدقۃ الفطر اپنی طرف سے اپنے ماتحتوں نیز ایسے اقرباء کی طرف سے نکالنا ضروری ہے جو استطاعت نہیں رکھتے البتہ استطاعت کی صورت میں اقرباء کا خود نکالنا بہتر ہے کیونکہ اصل مخاطب وہ خود ہیں، حمل کی طرف سے ادا کرنا ضروری نہیں لیکن کوئی دینا چاہے تو دے سکتا ہے حضرت عثمان ادا کیا کرتے تھے۔

صدقۃ الفطر کی ادائیگی میں فقراء و مساکین کے ساتھ احسان، اخلاق کریمانہ سے انصاف، صوم کی لغویات سے تطہیر تکمیل صوم پر شکر گزاری جیسی اہم حکمت و فلسفہ مضمر ہے۔ حضرت ابن عباس مرفوعاً فرماتے ہیں کہ صدقۃ الفطر

لغویات سے صوم کی تطہیر اور مساکین کے کھانے کے طور پر فرض کیا گیا ہے جس نے صلوٰۃ عید سے قبل دے دیا اس کا صدقہ فطر ادا ہوا اور جس نے بعد صلوٰۃ ادا کیا تو اس کا حکم عام صدقہ جیسا رہا (ابوداؤد، ابن ماجہ) صدقۃ الفطر انسان کی عام غذائی اشیاء سے ادا کرنا ضروری ہے حضرت ابن عمر فرماتے ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے رمضان کا صدقۃ الفطر ایک صاع کھجور یا ایک صاع جو فرض کیا تھا۔ (بخاری و مسلم)

لہٰذا کھجور، گیہوں، جو، چاول کشمش اور پنیر وغیرہ انسانی غذا سے صدقۃ الفطر نکالنا ضروری ہے جانوروں کی غذا سے نکالنا کافی نہ ہوگا۔ اسی طرح کپڑا، برتن وعام سامان دینے سے بھی صدقۃ الفطر ادا نہ ہوگا نیز اس منصوص غلہ کی قیمت نکالنا حدیث نبوی "**من عمل عملا ليس عليه امرنا فهو رد**" کا مصداق اور صحابہ کرام کے عمل کی مخالفت ہے علاوہ ازیں قیمت کی ادائیگی میں معین جنس سے غیر معین جنس کی طرف عدول اور صدقہ ظاہرہ سے صدقہ خفیہ کی طرف نکلنا وغیرہ وغیرہ عقلی خرابیاں پائی جاتی ہیں۔ ان مذکورہ اشیاء سے غروب شمس کے بعد عید رات ہی سے ایک صاع ہر مسلمان کی طرف سے صدقہ نکالنا ضروری ہو جاتا ہے بشرطیکہ اس کے پاس یوم عید کے خرچ سے زائد ہو حتیٰ کہ اگر کسی کے پاس دو کلو ۴۰ گرام سے کم ہی فاضل ہو تو حدیث نبوی "**اذا امرتکم بأمر فأتوا منه ما استطعتم**" (بخاری و مسلم) کے تحت اتنا ہی صدقۂ فطر نکال دے اس میں کسی طرح کا تردد نہ کرے۔

صدقۃ الفطر کی ادائیگی عید کی صبح صلوٰۃ عید سے پہلے افضل ہے جیسا کہ ابن عمر مرفوعاً بیان کرتے ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے عید گاہ جانے سے قبل ہی فطرہ ادا کر دینے کا حکم دیا تھا۔ (مسلم) البتہ عید سے ایک دو دن پہلے بھی دینا جائز ہے۔ جیسا کہ بخاری میں آیا ہے کہ حضرت ابن عمر عید سے ایک دو دن پہلے ہی صدقۂ فطر نکالتے تھے۔ (بخاری) بلاعذر صلوٰۃ عید کے بعد صدقۃ الفطر غیر

مقبول عام صدقہ کا سا ہو گا لیکن اگر کسی کے پاس صدقۃ الفطر لینے والا نہ پہنچا ہو یا اچانک عید کی اطلاع ملی اور اتنا موقع نہ مل سکا ہو کہ وہ اپنا فطرہ تقسیم کر دے یا کسی شخص پر اس نے بھروسہ کر رکھا ہو اور وہ نکالنا بھول گیا ہو یا اسی طرح کے دیگر اعذار معقولہ کی موجودگی میں بعد صلوٰۃ عید فطرہ نکالا جا سکتا ہے۔

اگر وقت پر فطرہ کا مستحق یا اس کا وکیل موجود ہو تو صلوٰۃ عید سے قبل اس کے حوالہ کرنا ضروری ہے اور کسی ایسے شخص کو دینے کا ارادہ جو نہ خود موجود ہے اور نہ ہی اس کا وکیل تو دریں صورت صدقۃ الفطر دوسرے مستحقین کے حوالہ کر دیا جائے خواہ وہ وہاں کے مقیم ہوں یا دوسرے اسلامی ممالک سے آئے ہوں اگر کوئی ایسی جگہ ہو جہاں فقراء نہ ہوں یا فقراء کو نہ پہچانتا ہو تو اس صورت میں فطرہ ایسے شخص کے حوالہ کر دے جو مستحقین تک پہنچا سکے۔

فطرہ، فقراء اور ایسے مقروض کو دیا جائے جس کے پاس ادائیگی کی کوئی صورت نہ ہو خواہ ایک فطرہ مختلف فقراء پر ہو یا متعدد فطرہ ایک ہی مسکین پر الغرض ان کی ضرورت کو مد نظر رکھتے ہوئے تقسیم کیا جائے۔ کیونکہ آپ نے صدقۃ الفطر کی مقدار تو بتادی ہے لیکن مستحقین کی مقدار کی تحدید نہیں کی ہے فقیر دوسروں سے صدقہ لے کر اپنی اور اپنے اہل وعیال کی طرف سے تول کر یا فطرہ دینے والے کی خبر پر اعتماد کے بعد صدقۂ فطر دے سکتا ہے۔ لہٰذا اگر ایک جماعت اپنے فطرے کو ایک برتن میں اکٹھا کر دے اور اسی سے مستحقین کو بلا ناپ دیتی رہے تو یہ جائز ہے لیکن انہیں چاہئے کہ فقراء کو دیتے وقت یہ بتادیں کہ اس کی مقدار مجھے معلوم نہیں ہے ورنہ وہ دھوکہ کھا کر بلا ناپ و تول اپنی طرف سے فطرہ کے طور پر دے دیں گے۔

الٰہی ہمیں اپنی مرضی کے مطابق اطاعت و فرماں برداری کی توفیق دے اور ہمارے نفس، قول و فعل کا تزکیہ فرما۔ (آمین)

انتیسویں مجلس

توبہ

الحمد لله رب العالمين والصلاة والسلام على سيد المرسلين محمد وعلى آله وصحبه أجمعين ومن تبعهم باحسان الى يوم الدين وبعد:

بھائیو! ماہ رمضان کو اپنے گناہوں سے توبہ اور اللہ کی رضاجوئی کے ساتھ رخصت کرو انسان خطاوار ہے اور اچھا گنہ گار وہ ہے جو توبہ کرے۔ اللہ تعالٰی نے توبہ واستغفار پر جگہ جگہ ابھارا ہے فرمایا: "وَأَنِ اسْتَغْفِرُوا رَبَّكُمْ ثُمَّ تُوبُوا إِلَيْهِ (ھود:۳) اپنے رب سے توبہ واستغفار کرو۔ نیز فرمایا: يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا تُوبُوا إِلَى اللَّهِ تَوْبَةً نَصُوحًا (التحریم:۸) اے مومنو! اللہ سے خالص توبہ کرو ایک جگہ فرمایا: إِنَّ اللَّهَ يُحِبُّ التَّوَّابِينَ وَيُحِبُّ الْمُتَطَهِّرِينَ (البقرہ:۲۲۲) اللہ تعالٰی توبہ کرنے والوں اور پاک وصاف رہنے والوں کو پسند فرماتا ہے۔

ان آیات کریمہ کے علاوہ بہت سی حدیثیں ہیں جن میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے توبہ واستغفار پر رغبت دلائی ہے۔ حضرت اغر بن یسار مزنی روایت کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا: لوگو! توبہ واستغفار کرو میں دن میں سو بار توبہ کرتا ہوں۔ (مسلم)

دوسری روایت میں حضرت انس مرفوعاً بیان کرتے ہیں کہ اللہ تعالٰی بندہ کے توبہ سے اتنا زیادہ خوش ہوتا ہے جتنا خوش بندہ زاد سفر سے لدی ہوئی اپنی گمشدہ اونٹنی کو بہت ناامیدی کے بعد پاکر ہوتا ہے حتی کہ شدت خوشی میں کہتا ہے

اے اللہ! تو میرا بندہ ہے اور میں تیرا رب ہوں۔ (مسلم)

توبہ اللہ تعالیٰ کی معصیت ونافرمانی سے اس کی اطاعت وفرمانبرداری کی طرف لوٹنے کا نام ہے جو ہر شخص پر بلا تاخیر بجالانا ضروری ہے۔ کیونکہ تاخیر میں ناگہانی موت اور توبہ کا موقع نہ ملنے، نیز معصیت پر اصرار سے فسادات قلب اور عصیان سے الفت واستحکام جیسے فعل قبیح کا اندیشہ اور خطرہ ہے کیونکہ جب انسان غلط کام کا عادی ہو جاتا ہے تو اس سے علیحدہ ہونا مشکل ہو جاتا ہے۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو ارتکاب جرائم سے محفوظ رکھے۔ (آمین) خالص توبہ کے لیے مندرجہ ذیل پانچ شرطیں ضروری ہیں۔

(۱) توبہ کا محرک اللہ تعالیٰ کی محبت وعظمت، ثواب کی امید اور عذاب الٰہی کا خوف ہو نہ کہ دنیا طلبی۔

(۲) صادر شدہ گناہ پر غم وندامت ہو اور یہ تمنا ہو کہ کاش یہ گناہ نہ ہوا ہوتا۔

(۳) معصیت کے ارتکاب سے فوراً رک جائے اگر معصیت فعل حرام سے متعلق ہو تو اس کو فوراً چھوڑ دے اور اگر ترک واجب سے ہو اور اس کی قضا ممکن ہو تو فوراً بجالائے۔ جیسے زکوٰۃ، حج وغیرہ۔ کیونکہ معصیت پر استمرار کے ساتھ توبہ قبول نہ ہوگی۔ اسی طرح اگر معصیت حقوق العباد سے متعلق ہو تو جب تک حق، صاحب حق یا اس کے ورثہ کے حوالہ نہ کر دیا جائے اس وقت تک توبہ قبول نہ ہوگی اور اگر غیبت وغیرہ ہو تو چاہیے کہ علم ہوتے ہی مجلس غیبت ہی میں اس شخص کے لیے استغفار اور اس کے محاسن ذکر کرے تاکہ " إِنَّ الْحَسَنَاتِ يُذْهِبْنَ السَّيِّئَاتِ "(ھود:۱۱۵) کے تحت یہ شخص گناہ سے صاف ہو جائے۔

(۴) دوبارہ آئندہ اس معصیت کے ارتکاب کا عزم وارادہ نہ ہو۔ ترک معصیت پر تردد وشک سے کی گئی توبہ قبول نہ ہوگی۔

(۵) توبہ کی قبولیت وقت کے اندر ہو وقت قبول نکل جانے کے بعد توبہ قبول نہ ہوگی اس کی دو صورت ہے ایک عام اور دوسرا خاص۔

۱۔ عام توبہ کا سلسلہ اس وقت تک نفع بخش ہوگا جب تک کہ سورج مغرب سے نہ طلوع ہو جائے پھر کوئی توبہ مفید نہ ہوگی۔ فرمایا:

يَوْمَ يَأْتِي بَعْضُ آيَاتِ رَبِّكَ لَا يَنْفَعُ نَفْسًا إِيمَانُهَا لَمْ تَكُنْ آمَنَتْ مِنْ قَبْلُ أَوْ كَسَبَتْ فِي إِيمَانِهَا خَيْرًا (الانعام:۱۵۸) تیرے رب کی بعض نشانیاں ظاہر ہونے کے بعد کسی ایسے شخص کا ایمان نافع نہ ہوگا جو پہلے سے ایمان نہ لایا اور نہ ہی نیکیاں کی ہوں۔ آپ نے فرمایا مغرب میں آفتاب طلوع ہونے سے پہلے جس نے توبہ کی اللہ تعالیٰ اس کی توبہ قبول فرمالیتا ہے۔ (مسلم)

۲۔ خاص توبہ کا سلسلہ موت آنے تک رہتا ہے موت کے آثار نمایاں ہونے کے بعد توبہ غیر نفع بخش ہوگی۔ فرمایا گیا: وَلَيْسَتِ التَّوْبَةُ لِلَّذِينَ يَعْمَلُونَ السَّيِّئَاتِ حَتَّى إِذَا حَضَرَ أَحَدَهُمُ الْمَوْتُ قَالَ إِنِّي تُبْتُ الْآنَ (النساء:۱۸) ان لوگوں کی توبہ قبول نہیں جنہوں نے گناہوں کا علم رکھا اور جب موت آ پہنچی تو کہا کہ اب میں توبہ کر رہا ہوں۔

بھائیو! اپنے رب سے خالص توبہ کرو اس سے قبل کہ اچانک موت آ جائے اور تم چھٹکارا نہ پا سکو۔

الٰہی خالص توبہ کی توفیق دے، ہماری، ہمارے والدین اور تمام مسلمانوں کی مغفرت فرما۔ (آمین)

تیسویں مجلس

ماہ رمضان کا خاتمہ

الحمد لله رب العالمين والصلاة والسلام على سيد المرسلين محمد وعلى آله وصحبه أجمعين ومن تبعهم باحسان الى يوم الدين وبعد:

بھائیو! ماہ رمضان اب رخصت ہونے والا ہے پس جس نے اعمال صالح کے ساتھ رخصت کیا ہے وہ اس توفیق پر اللہ کا شکر ادا کرے اور جس نے بد عملی اور نافرمانی میں گزار دیا انہیں اللہ تعالٰی سے توبہ واستغفار کرنی چاہیے اللہ نے اپنی قربت میں زیادتی اور ایمانی استحکام اور عمل خیر میں اضافہ کے لیے اس ماہ کے خاتمہ پر صدقۂ فطر اور عیدرات تکبیرات جیسی عبادات مشروع کی ہیں جو تکبیر مسجدوں، گھروں اور بازاروں میں مردوں کے لیے بلند آواز سے اور عورتوں کے لیے آہستہ کہنا سنت ہے۔ کلمات تکبیر یہ ہیں: اَللّٰهُ اَكْبَرُ اَللّٰهُ اَكْبَرُ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاللّٰهُ اَكْبَرُ اَللّٰهُ اَكْبَرُ وَلِلّٰهِ الْحَمْدُ.

صلوٰۃ عید کے علاوہ صلوٰۃ عورتوں کے لیے گھر میں پڑھنا افضل ہے اس لیے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے عورتوں کو عید گاہ جانے کا حکم دیا ہے۔ حضرت ام عطیہ فرماتی ہیں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں حکم دیا کہ کنواری، پردہ نشین، اور حائضہ عورتوں کو ہم عید گاہ لے چلیں البتہ حائضہ عورتیں مصلی سے الگ رہیں اور مسلمانوں کی دعاؤں میں شریک ہوں میں نے کہا بعض کے پاس چادر اور نقاب نہیں ہے آپ نے فرمایا اپنی بہن کی چادر نقاب میں ہو کر نکل جائے۔ (بخاری ومسلم)

صلوۃ عید سے قبل چند طاق کھجور کھا کر عید گاہ جانا سنت ہے۔ حضرت انس

فرماتے ہیں عید کے دن چند طاق کھجور کھا کر آپ عید گاہ جاتے تھے۔ (بخاری، احمد)

اگر کوئی عذر نہ ہو تو عید گاہ پیدل جانا سنت ہے لیکن کمزور ہونے یا دور ہونے کی صورت میں سواری سے جایا جاسکتا ہے۔ جیسا کہ حضرت علی فرماتے ہیں کہ عید گاہ پیدل جانا سنت ہے۔ (ترمذی)

عمدہ کپڑا زیب تن کر کے عید گاہ جانا سنت ہے۔ حضرت عمر نے ایک ریشمی جبہ آپ کو دکھایا اور کہا کہ آپ اس کو عید کے دن اور وفد کی آمد پر پہنے کے لیے خرید لیں۔ آپ نے فرمایا یہ ان لوگوں کا لباس ہے جن کا آخرت میں حصہ نہیں ہے۔ (بخاری) البتہ عورت فاخرانہ لباس اور خوشبو سے اجتناب کرتے ہوئے نقاب پوش ہو کر سادگی کے ساتھ عید گاہ جائے۔

آدمی انتہائی خشوع و خضوع سے صلوٰۃ عید ادا کرے اور اللہ کا ذکر اور تکبیر بآواز بلند کرے اور ایک میدان میں لوگوں کے اجتماع سے اخروی اجتماع کا سبق حاصل کرے اور رمضان المبارک کو پانے اور اس میں صوم و صلوٰۃ، تلاوت و صدقات جیسی طاعات کی توفیق پر خوش ہو۔

بھائیو! ماہ رمضان اگرچہ ختم ہو گیا ہے لیکن عملی مومن تاحیات باقی رہتا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: وَاعْبُدْ رَبَّكَ حَتّٰى يَاْتِيَكَ الْيَقِيْنُ ﴿٩٩﴾ (الحجر:۹۹) اپنے رب کی تاحیات عبادت کرو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب انسان مر جاتا ہے تو اس کا عمل منقطع ہو جاتا ہے۔ (الحدیث)

لہٰذا ماہ رمضان کا صوم اگرچہ ختم ہو گیا ہے لیکن عبادت صوم پورے سال مشروع ہے۔ حضرت ابو ایوب انصاری مرفوعا روایت کرتے ہیں کہ جس نے صوم رمضان کی آدائیگی کے بعد شوال کے چھ صوم رکھے گویا اس نے پورا زمانہ صوم ہی رکھا۔ (مسلم)

یوم عرفہ کے صوم کے متعلق آپ سے پوچھا گیا تو آپ نے فرمایا اگلے اور پچھلے ایک سال کا کفارہ ہے۔ (مسلم)

نیز عاشورہ کے صوم کے متعلق فرمایا گزرے ہوئے ایک سال کا کفارہ ہے۔(الحدیث)حضرت ابوہریرہ سے مروی ہے کہ آپ نے فرمایا کہ دوشنبہ اور پنج شنبہ کو اعمال پیش کئے جاتے ہیں تو مجھے پسند ہے کہ میرا عمل پیش کیا جائے اس حال میں کہ میں صائم رہوں۔(ترمذی)

اسی طرح قیام رمضان اگرچہ گزر گیا ہے لیکن عبادت قیام سال کی تمام راتوں میں باقی ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم قیام کرتے تھے یہاں تک کہ پاؤں میں ورم آجاتا تھا اور جب پوچھا جاتا تو فرماتے کہ کیا میں اللہ کا شکر گزار بندہ نہ بنوں۔(بخاری)

حضرت ابوہریرہ مرفوعاً روایت کرتے ہیں کہ فرض کے بعد افضل صلوٰۃ رات کا قیام ہے۔(مسلم)دوسری روایت میں آپ فرماتے ہیں کہ رات کا ایک تہائی جب باقی رہ جاتا ہے تو اللہ تعالیٰ ہر رات آسمان دنیا پر نازل ہوتا ہے اور کہتا ہے کہ کوئی مجھے پکارنے والا ہے کہ میں اس کی دعا قبول کروں، مجھ سے کوئی مانگنے والا ہے کہ میں اس کو دوں، کوئی مجھ سے مغفرت طلب کرنے والا ہے کہ میں اس کو بخش دوں۔(بخاری و مسلم)

علاوہ ازیں سنن رواتب اور پنج وقتہ صلوٰۃ کے بعد ذکر و تسبیح نیز بعد سلام تین بار استغفار اور" **اللهم انت السلام ومنك السلام الخ**" پڑھنے کے ساتھ ساتھ ۳۳بار **سبحان الله** ۳۳بار **الحمد لله** اور ۳۳بار **الله اكبر** اور آخر میں ایک بار" **لااله الا الله وحده لا شريك له له الملك وله الحمد وهو على كل شى قدير**" کی کتب حدیث میں کافی ترغیب آئی ہوئی ہے۔

الٰہی ہمیں ایمان اور عمل صالح پر ثابت قدم رکھ اور پاکیزہ زندگی عطا فرما اور صلحاء سے ملادے۔(آمین)